

ایمان افروز، روح پرور وپُر کیف مجموعہ



تحفۂ حضور صوفئ ملت

مؤلف

حضرت مولانا مفتی زاہد انور قادری رضوی صاحب

دوہو سوا اسلام پور ویسٹ بنگال

فروغ اہلسنت کیلئے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

۱۔عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔

۲۔طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً تقریراً وعظاً مناظرۃً اشاعت دین ومذہب کریں۔

۶۔حمایت مذہب ورد بدمذہباں میں مفید کتب رسائل مصنفوں کو نذرانے دیکر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کی حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد کہ ’’آخر زمانے میں دین کا کام بھی درہم و دینار سے چلے گا‘‘ اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق ﷺ کا کلام ہے۔(فتاوی رضویہ، ج ۱۲، ص ۱۳۳)

۷۸۶/۹۲

تحفۂ حضور صوفیٔ ملت

تالیف

حضرت مولانا مفتی زاہد انور قادری رضوی صاحب

دوہوسو اسلام پور ویسٹ بنگال

نام کتاب:۔ تحفۂ حضور صوفیٔ ملت

نام مؤلف:۔ حضرت مولانا مفتی زاہد انور قادری رضوی دوہوسو اسلام پور ویسٹ بنگال

موبائل نمبر:۔ 9548772855,8791792976

تصحیح کار:۔ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ومولانا مفتی شاہ عالم صاحب قبلہ
صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ حسین پور چھوسیہ اسلام پور اتر دیناجپور (بنگال)

نظر ثانی:۔ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی علاء الدین صاحب
دامت ظلہ العالی، شیخ الحدیث دار العلوم گلشن بغداد رامپور یوپی

سال اشاعت: ۲۰۲۵ء

صفحات: ۱۱۲

کمپوزنگ: محمد محمود عالم، موبائل 09557580281

مطبع: رضا کمپوٹر گرافکس بی بی جی مسجد بریلی شریف

تعداد: ۱۰۰۰

قیمت: -/120 روپئے

کتاب ملنے کا پتہ

حافظ جنرل بک اسٹور بمقام تین پول نزد ڈاکٹر قیصر امام پاٹا گورا روڈ اسلام پور

Hafiz General Book Store
At- Tinpool,Near Dr. Q. Imam, Patagora Road ,
Islampur Uttar Dinajpur (W.B.)

فہرست مضامین

باپ زینہ ہے جو لے جاتا ہے اونچائی تک
ماں دعا ہے جو سدا سایہ فگن رہتی ہے

انتساب

محبوب خدا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور

آپ کے چاروں خلفاء راشدین اور آپ کی آل پیران پیر حضور غوث اعظم و ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ ہی کی آل تاج الاصفیاء رئیس الاتقیاء حضور سید مفیض الدین المعروف حضور صوفی ملت و یوسف ملت اور خانقاہ صوفیہ و یوسفیہ کے جمیع بزرگان

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی و مجذوب بزرگ میرے مشفق نانا حضور سید مزمل ملت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے اور تا قیامت برستا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا عبد خاکسار
زاہد انور قادری رضوی غفرلہ
دوہوسوا اسلام پور ویسٹ بنگال

خاکہ صوفئ ملت

میرے مشفق استاذ، شیخ العلما استاذ الاساتذہ جامع معقولات و منقولات خلیفہ تاج الشریعہ عالم باعمل حضرت علامہ مولانا مفتی علاء الدین صاحب دامت ظلہ العالی، شیخ الحدیث دار العلوم گلشن بغداد رامپور یوپی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مرکز عقیدت پیر طریقت نمونۂ معرفت و حقیقت۔ ناز بردار سنیت صوفئ قوم و ملت سیدنا حضرت سید مفیض الدین ابن حضرت سید ادھم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ احوال و اوصاف برگزیدہ مزاج سنجیدہ۔ اور خصائل حمیدہ رکھتے تھے اعمال صالحہ اقوال صادقہ آپ کی عادت تھی خانقاہ صوفیہ یوسفیہ قادریہ منوریہ کے آپ بانی تھے حضرت سید غلام حسنین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق اور ہمارے بڑے ماموں حضرت سید مولانا یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جیسا کہ مولانا سید بابل حسین کے پاس بیان دیا تھا کے مطابق حضرت صوفی ملت کا سلسلۂ نسب حضرت سید منور علی شاہ رحمہ اللہ علیہ خلیفۂ غوث اعظم سے ملتا ہے سلسلۂ نسب یوں ہے حضرت سید مفیض الدین ابن ادھم علی شاہ ابن حضرت سید تراب علی شاہ ابن حضرت سید حب علی شاہ ابن حضرت سید قب علی شاہ اسی طرح حضرت سید منور علی شاہ تک سلسلہ مل جاتا ہے ویسے صوفی صاحب کو خلافت و اجازت حضرت خواجہ عبد الرشد صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف بابو لکھنوی سے تھی۔ صوفی صاحب مسلک اعلی حضرت کے پیروکار تھے بلغوا عنی ولو آیۃ پر عمل پیراں تھے سرزمین بنگال و بہار کے اِدھر جلپائی گوڑی سلّیگوڑی اُدھر بارسوئی پورنیہ دلکولہ رائی گنج کے دیہاتوں۔ بستیوں میں مشکل اور کٹھن راستوں سے چل کر تبلیغ رشد و ہدایت و پیغام دین و ملت لوگوں تک پہنچانا آپ کا اہم کردار تھا۔ علماء کی خدمت و ضیافت آپ کی سیرت تھی یعنی آپ صرف ایک پیر ہی نہیں تھے بلکہ ہر نیک شعبہ کا ایک عظیم رہنما تھے۔ نامور اور مشہور علمائے کرام آپ کے یہاں آتے اور جاتے رہتے تھے، اس دور کے علماء آپ سے بہت متاثر ہو کر اور آپ کے سلوک سے خوش

ہوکر جاتے مثال کے طور پر چند علماء کرام کا نام آپ کے روبرو کرتا ہوں۔ حضرت مولانا سید ظفر الدین صاحب ملک العلماء خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، حضرت مولانا رحیم بخش صاحب مظفر پوری خلیفۂ اعلیٰ حضرت اور مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حکیم عطاء الرحمٰن صاحب مظفر پوری اور دیگر علمائے کرام۔

صوفی صاحب کی کشف و کرامت

مرشد ڈانگی گوبند پور کا مزار مبارک جہاں آج عرس بڑے ہی دھوم دھام سے لوگ مناتے ہیں وہ صوفی صاحب نے ہی اپنے کشف سے ڈھونڈ نکالا تھا سید کلیم الدین عرف فتح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی شناخت آپ کے ہی ذریعہ کشف کی تھی۔ گواباڑی کے قبرستان میں کالو شاہ کا مزار آپ ہی کے کشف کا نتیجہ ہے آپ کے یہاں آنے والے مریدین کے حالات پر آپ کی بڑی نظر ہوتی کون کس مقصد سے آئے ہیں بذریعہ کشف حالات بیان کر دیا کرتے تھے۔ آپ کی کرامت پر صرف ایک واقعہ نذر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے والد صاحب منشی بدر الدین مرحوم و مغفور جو بہت ہی نیک اور پکے نمازی تھے اور صوفی صاحب کے داماد تھے انھوں نے مجھے سنایا تھا کہ صوفی صاحب کا ایک مرید جلپائی گوڑی علاقہ کا تھا جو بہت ہی غریب و نادار اور مفلس تھا جو وقت کی تنگی سے پریشان ہو گیا تھا ایک دن انہیں پتہ چلا کہ صوفی صاحب علاقہ جلپائی گوڑی میں آچکے ہیں اور ہمارے گاؤں میں آنے والے ہیں، ایک دن صوفی صاحب کی بیل گاڑی اس گاؤں کے اندر آہی گئی (مرید کا نام دُمدی) ہے جب اس دُمدی نام کے مرید کو پتہ چلا کہ صوفی صاحب کی بیل گاڑی ادھر سے گزرنے والی ہے دُمدی نام کے مرید اسی راستے میں جا کر لیٹ گئے جب صوفی صاحب کی گاڑی وہاں پہونچی تو گاڑیبان نے گاڑی روک دی تو صوفی صاحب نے کہا بھائی کیا بات ہے گاڑی کیوں روک دی تو گاڑی بان نے کہا کیسے آگے بڑھاؤں آگے ایک آدمی لیٹا پڑا ہے صوفی صاحب حیرت سے پوچھنے لگے بھائی کون ہے گاڑی بان نے کہا حضور پتہ نہیں کون ہے، آخر صوفی صاحب گاڑی سے اتر گئے، اتر کر جو دیکھا تو وہ لیٹنے والا

دُمدی تھا، صوفی صاحب نے دُمدی سے پوچھا کیا بات دُمدی کیوں اس طرح گاڑی کے آگے لیٹے پڑے ہو دُمدی نے روتے ہوئے جواب دیا، حضور کیا کروں غربت سے تنگ آگیا ہوں۔ آج یا تو میرے اوپر بیل گاڑی چڑھا دیجئے اور میرا قصہ ختم کر دیجیے یا میرے لیے کچھ کیجئے، ورنہ میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا، دُمدی کی یہ حالت دیکھ کر صوفی صاحب پر بڑا اثر پڑا صوفی صاحب نے بڑے پیار سے دُمدی کو اٹھایا اور بڑے جذبات بھرے انداز میں دُمدی کی پیٹ پر تھپ تھپی مارتے ہوئے کہا جاؤ دُمدی جاؤ تمہارے حالات بدل جائیں گے اللہ چاہے گا تو سب ٹھک ہو جائے گا اتنا کہنا تھا دُمدی خوشی سے جھوم اٹھا صوفی صاحب کے گلا پکڑ کر بہت رویا اس کے بعد دُمدی کے حالات ایسے بدلے کہ گھر بار زمین جائداد سب کچھ ہو گیا۔ نوک چاکر عملہ مزدور آگے پیچھے گھومنے لگے، جو خود محتاج تھا اب محتاجوں کو دینے والا بن گیا۔ دُمدی کی بڑے مالداروں جیسی شان ہو گئی اس لئے بے ساختہ میری زبان پر شعر آگیا ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی ☆ بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

صوفی صاحب کی اولاد چار۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ بڑے صاحبزادے کا نام حضرت سید مولانا یوسف رحمۃ اللہ علیہ، دوسرے بیٹے کا نام حضرت مولانا سید ابراہیم ہاشمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسرے بیٹے کا نام حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی بیٹی کا نام مرحومہ عائشہ خاتون صوفی صاحب کے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی با اثر متقی پرہیزگار اور باوقار تھے آپ کی زبان و بیان میں بڑی تاثیر تھی۔ صوفی صاحب کے اصلی نائب حضرت مولانا سید یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ آپ کے تقویٰ کی پہچان یہ ہے کہ آپ کو کسی نے عام بازاروں میں گھومتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کھلے میدان میں پیخانہ، پیشاب کرتے ہوئے آپ کبھی نظر نہیں آئے کسی سے جھگڑتے ہوئے کبھی دیکھے نہیں گئے، ضرورت مندوں کا تاما آپ کے یہاں ہمیشہ لگا رہتا تھا، زیادہ تر مریدین کے حلقہ میں رہ کر ہدایات و

روحانیت سے فیضاب فرماتے رہتے تھے آپ مستجاب الدعوات تھے چونکہ صوفی ملت کے مزار مبارک پر عرس کے موقع پر آپ کی دعا کے ٹائم بارش کے قطرات ہلکے ہلکے ٹپکنے لگتے تھے، مریدین کی اکثر منتیں پوری ہوتی تھیں۔ حضرت مولانا سید یوسف صاحب کے تین صاحبزادے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے کا نام حضرت مولانا سید مزمل حسین، دوسرے کا نام حضرت مولانا سید علی حسین اور تیسرے کا نام حضرت مولانا سید غلام حسنین رحمہم اللہ علیہم۔ دو بیٹی ایک کا نام ہاجرہ، دوسری کا نام فاطمہ بڑے صاحبزادے مولانا سید مزمل حسین ایک اچھے عالم دین صاف گو صاف مزاج تھے۔ اپنے کام سے مطلب رکھتے تھے خاندانی تاثیر آپ میں نظر آتی تھی، آپ گوشہ نشینی پسند کرتے تھے، سلسلہ کو آگے بڑھانے میں آپ بہت کوشاں رہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان مذکورہ حضرات کے مزاروں پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔

حضرت مولانا مفتی زاہد انور صاحب نے صوفی ملت اور خانقاہ صوفیہ یوسفیہ منوریہ پر یہ کتاب لکھ کر میری خوشی میں چار چاند لگا دیا ہے چونکہ میری یہ دیرینہ تمنا تھی کہ اس خانقاہ اور اس خانقاہ کے مذکورہ حضرات پر کچھ لکھا جائے وہ کام مولانا موصوف نے بخوبی انجام دے دیا ہے، اب ان کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکتیں عطا کرے اور صحت وتندرستی سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد علاء الدین

مؤرخہ ۳/دسمبر ۲۰۲۵ء

تأثر نامہ

استاذ الاساتذہ صوفئ باصفا عالم باعمل حافظ وقاری

حضرت علامہ ومولانا **مفتی شاہ عالم** صاحب قبلہ دامت ظلہ عالی

صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ حسین پور چھوسیہ اسلام پور اتر دیناج پور بنگال

حامداً و مصلیا و مسلماً!

زیر نظر کتاب ''تحفۂ حضور صوفئ ملت'' عزیز گرامی قدر حضرت علامہ مولانا مفتی زاہد انور صاحب کی قلمی کاوش ہے کہ انھوں نے صوفیاء کی تعریف وفضیلت اور بزرگوں کے تذکرے پر ایک کتاب مسمیٰ بہ ''تحفۂ حضور صوفئ ملت'' تالیف فرمائی ماشاء اللہ یہ ایک حسین تحفہ ہے، انداز بیاں بھی دلکش اور خوبصورت ہے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو لمبی عمر اور صحت وتندرستی اور تصنیف وتالیف کا کامل جذبہ عطا فرمائے اور مولانا کی تالیف کو اپنے محبوب دانائے غیوب سرکار دوعالم نور مجسم ﷺ کے صدقہ وطفیل مقبولیت کا شرف عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ بارک وسلم اجمعین۔

احقر العبد محمد شاہ عالم قادری عفی عنہ

صدر المدرسین جامعہ عربیہ اسلامیہ حسین پور چھوسیہ اسلام پور اتر دیناجپور بنگال

نتیجۂ فکر

از: مصلح قوم وملت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت دبدبائے اہل سنت حضرت علامہ
ومولانا حبیب الرحمن نوری نقشبندی صاحب قبلہ ناظم اعلیٰ وصدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم
خانقاہ گھسی کورہا پرکھنڈ ٹھاکر گنج ضلع کشن گنج بہار

تحفۂ حضور صوفئ ملت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

امابعد! فاضل معقولات ومنقولات حضرت علامہ ومولانا مفتی زاہد انور قادری رضوی صاحب مدرس مدرسہ انوار العلوم خانقاہ گھسی کورہا کی نایاب کتاب تحفۂ حضور صوفئ ملت کا مطالعہ کیا اور اس مطالعہ کے ضیابار کرنوں سے اپنے دل کو پرنور کیا، الحمد للہ! کتاب مذکور ممدوح مکرم کی نادر ونایاب تصنیف ہے ویسے تو وعظ وخطابت کی دنیا بہت وسیع ہے، اتنی کہ اس کا رقبہ لامحدود وغیر محیط ہے اس لیے کہ تبلیغ حق کی اشاعت و ترویج کے لیے دو چیزیں بڑی اہم اور کلیدی ہیں، تحریر وتقریر بلاشبہ ان دونون کی اہمیت وافادیت سے کوئی بھی ذی علم ذی شعور انکار نہیں کرسکتا ہے، چہ جائیکہ یہ دونوں چیزیں مبلغ رشد وہدایات ہیں، اور تحریر بڑی تفوق کی حامل ہے۔

وجہ یہ ہے کہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام ورسولان عظام علیہم الصلاۃ والسلام کا مقدس ونورانی قافلہ روئے زمین پر جلوہ بار رہا، لاریب ان نفوس قدسیہ کی وجہ بعثت پیغام حق کی اشاعت وترویج رہی، اور سبھوں نے طریقہ تبلیغ تقریر

وتحریر ہی اختیار فرمائی، اور سب سے لطف کی بات تو یہ ہے کہ رب نے اپنے محبوب، مبلغ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ گویا کہ منشا ومرضی خداوندی کے مطابق تقریر وتحریر کے ذریعے ہی آپ نے تبلیغ حق کی اساس وبنیاد رکھی اور طرفہ تو دیکھئے کہ یہ انداز تبلیغ اجابت کا سہرا لیے اتنا مقبول بارگاہ ہوا کہ رب ذوالجلال والاکرام نے اسے وحی سے تعبیر فرماتے ہوئے مقام دوام عطا فرمادی اور ہر زمانے میں رشد وہدایات کے لیے رہبر ورہنما رہے۔ اور الحمد للہ کتاب تحفۂ حضور صوفئ ملت ان خوبیوں سے آراستہ کی گئی ہے فنی کمالات مرصع ومزین کی گئی ہے، رب قدیر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ان کے اس کدوکاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور سب لوگوں کو اس کتاب سے پورے طور پر مستفیض ہونے کی توفیق بخشے، عزیز موصوف کے زور قلم میں مزید توانائی عطا فرمائے اور میرے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا حبیب الرحمن نوری نقشبندی
ناظم اعلیٰ وصدر المدرسین مدرسہ انوار العلوم خانقاہ گھسی کورہا پرکھنڈ ٹھاکر گنج ضلع کشن گنج بہار

تقریظ جلیل

پیر طریقت، رہبر شریعت نباض قوم وملت جانشین حضور سید مزمل ملت وحضور سید یوسف ملت
حضرت علامہ ومولانا سید خالد حسنین رفاقتی ویوسفی دام ظلہ العالی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاو المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اللہ رب العزت کا خاص فضل وکرم ہے کہ اس نے ہر دور میں اپنی مخلوق کی رشد وہدایت کے لیے اپنے خاص بندوں کو منتخب فرمایا، جو اپنے علم عمل اور سلوک سے انسانیت کے دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرتے ہیں، ان ہی اولیائے کرام اور مشائخ عظام کی زندگیاں ہمارے لیے مینارِ نور اور راہ ہدایت ہیں زیر نظر کتاب ''تحفۂ حضور صوفیٔ ملت'' نواسہ وخلیفہ حضور سید مزمل ملت حضرت مولانا مفتی زاہد انور قادری یوسفی کی ایک ایسی علمی اور روحانی کاوش ہے جس میں بالخصوص حضور سید مفیض الدین المعروف حضور صوفیٔ ملت ویوسف ملت علیہما الرحمہ اور ان کے صاحبزادگان کے حالاتِ زندگی دینی خدمات اور روحانی فیوض و برکات کو نہایت محبت وعقیدت کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔

یہ کتاب محض تذکرہ اولیا نہیں، بلکہ اس میں ایمان، عقائد، قرآن وحدیث کی روشنی میں اصلاحِ نفس، تزکیہ قلب اور سلوکِ طریقت کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کیا گیا ہے، موصوف نے نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ اہل حق کے تذکرے کو قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کرکے قارئین کرام کو علم وعرفان کی ایک نایاب دنیا سے روشناس کروایا ہے، اس

کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ محض معلومات کا ذخیرہ نہیں بلکہ اہل دل کے لیے روحانی بالیدگی کا ایک مؤثر ذریعہ ہے نوجوان نسل کے لیے یہ کتاب مشعل راہ ہے جوان کے عقائد کو مضبوط اور دلوں کو اللہ ورسول ﷺ کی محبت سے سرشار کرے گی۔ میں حضرت مولانا مفتی زاہد انور قادری یوسفی کی اس مخلصانہ اور عظیم خدمت پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ رب تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے نفع بخش بنائے اور مؤلف کو دنیا وآخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

ایک نظر ہماری خانقاہ پر

ہماری خانقاہ، خانقاہ صوفیہ ویوسفیہ (علاقہ اسلام پور پانچ ڈیمٹھی گواباڑی شریف ویسٹ بنگال) کم وبیش دوسو سال پرانی خانقاہ ہے اس خانقاہ کے مورث اعلیٰ حضور سید مفیض الدین المعروف حضور صوفی ملت علیہ الرحمہ ہیں اور دوسو سال سے ہماری خانقاہ کے بزرگ رشد وہدایت کے نور کو بکھیر رہے ہیں، اس خانقاہ سے علما ومشائخ، حفاظ ومفتی عوام وخواص سبھوں نے خوشہ چینی کی ہیں، اس وقت سے لے کر اب تک یہ سلسلہ جاری ہے، خانقاہ ہذا کے کوئی بھی بزرگ محتاج تعرف نہیں علمی معاملے ہو یا عملی معاملے میں یہ خانقاہ اس علاقہ میں ایک مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ سلسلہ ہماری اولادوں میں تا قیامت جاری رہے اور اپنے بزرگوں کے طریقے پر رشد وہدایت کے افعال کو انجام دیتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

وما توفیق الا باللہ والسلام علی من التبع الھدی

خاکپائے اولیاء سید محمد خالد حسین یوسفی رفاقتی صاحب
سجادہ خانقاہ صوفیہ ویوسفیہ یوسف نگر ڈیمٹھی گواباڑی شریف اسلام پور، اتر دیناج پور مغربی بنگال ۲۸ ربیع الثانی ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۰/ اکتوبر ۲۰۲۵ء

پہچاننا ہے مشکل مقام صوفی ملت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولی راولی می شناخت

ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں

خدا کے نام سے حضور صوفی ملت پر لکھنا شروع کرتا ہوں وہی رب ہے میں اس کے کرم پر ناز کرتا ہوں۔ خلاق کون ومکاں نے اپنی تخلیقات میں انسان کو اشرف کے تاج سے نوازا اسے بے شمار و بے مثال نعمتیں عطا کی گئیں، اسلامی تاریخ پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ خالق کائنات نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے انبیائے کرام کا سلسلہ جاری فرمایا، پھر اس سلسلہ نبوت کو ہمارے آقا و مولا تاجدار انبیا و خاتم الانبیا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر موقوف فرمایا، اب سلسلہ نبوت کو مہر لگ چکی ہے، تا قیامت کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں، لیکن لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے علمائے حق و اولیائے عظام پیدا ہوتے رہیں گے، یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا، مقبولان حق تعالیٰ جو اس کی ذات وصفات کے عارف ہوں گے اس کی عبادت و فرمانبرداری کے پابند رہیں گے گناہوں سے بچیں گے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمائے گا، ان ہی مقدس و متبرک ذوات قدسیہ کو اولیاء اللہ کہتے ہیں اور ان ہی اولیاء اللہ کی جماعت میں سے ایک ذات

ایسی ہیں جسے دنیا صوفی ملت کے نام سے جانتی ہے اور اصل نام سید مفیض الدین ہے المعروف حضور صوفیٔ ملت آپ علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عبد الرشید عرف بابو لکھنوی ثم کلکتوی حضور سید مفیض الدین المعروف حضور صوفی ملت کو حضرت خواجہ عبد الرشید عرف بابو لکھنوی ثم کلکتوی سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی تو حضور صوفی ملت ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہیں جو اپنی پوری زندگی کو نبی کریم ﷺ کی غلامی میں صرف کر دیئے تھے اور دنیاوی چیزوں کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے تھے اس لیے کہ ان کی نگاہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان پر ہوتی تھی کیونکہ سرکار مصطفیٰ ﷺ نے پرندوں کے تعلق سے ارشاد فرماتے ہیں کہ پرندوں کا اللہ رب العزت پر اتنا بھروسہ ہے کہ صبح اپنے گھونسلے سے اللہ کا نام لے کر نکلتا ہے اور شام میں آکر اپنے گھونسلے میں رہتا ہے لیکن آنے والے دنوں کے لیے کچھ جمع کر کے نہیں رکھتا ہے کہ کل کیا ہوگا اس کا اللہ پر کتنا پختہ بھروسہ ہے آپ اس سے اندازہ لگائیں اس طرح کی حدیثیں اللہ کے مقبول بندوں کی نظروں میں ہوتی ہے کہیں پھر کوئی یہ نہ سمجھ لیں کہ دوسری باتیں کیا اللہ والوں کی نظروں میں نہیں ہوتی ہے اللہ کے مقبول بندوں کی نظروں میں ظاہر و باطن سب یکساں ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے جب رب کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں تو ان پرندوں سے کئی گنا زیادہ رب قدیر کی ذات پر توکل کرتے ہیں حضور صوفی ملت اس عظیم ہستی کا نام ہے جو ہمہ وقت دین اسلام کی نشر و اشاعت میں لگے رہتے تھے اور اللہ کی ذات پر اتنا توکل تھا کہ دنیا مثال پیش نہیں کر سکتی ہے کیونکہ حضور صوفی ملت ہمیشہ اپنی زبان ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ میں

کھولتے تھے بے جا و فضول گفتگو سے اجتناب کرتے تھے حضور صوفی ملت شریعت سے ہٹ کر کسی بھی کام کو نہیں کرتے تھے جب کچھ کرتے تو شریعت کے حدود میں رہ کر ہی کرتے تھے حضور صوفی ملت اس علاقے کے لوگوں کو علم کے نور سے مزین کرنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے کہ لوگ علم کے نور سے مزین ہو جائے کیونکہ حضور صوفی ملت کے دور میں اس علاقے کے لوگ علم کے نور سے کما حقہ روشناس نہیں ہوئے تھے اس وقت حضور صوفی ملت اس علاقے کے لوگوں کو بتائے کہ شریعت کے دائرے میں رہ کر کس طرح سے زندگی گزارنا چاہیے اس دور میں لوگ حضور صوفی ملت کی بارگاہ میں اپنی پریشانی کو لے کر آتے تھے اور آپ دعا فرما دیتے تھے تو لوگوں کی پریشانی دور ہو جاتی تھی، آپ کی دعا میں اتنی تاثیر تھی کہ جس کے حق میں جو دعا فرمادیتے وہ بندہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے تھے آپ کی دعا کا تو یہ عالم تھا حضور صوفی ملت اس مرد قلندر کا نام ہے جو دولت و شہرت کی طرف کبھی دھیان نہیں دیئے بلکہ اپنی پوری زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گزارے اور دوسروں کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گزارنے کی تاکید کی حضور صوفی ملت اس کٹھین دور میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا کر کے دین متین کی نشر و اشاعت کرتے تھے جس میں سواریاں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے بآسانی میسر نہیں ہوتی تھی اس طرح کے مشکل وقت میں حضور صوفی ملت بہار و بنگال کے خطے خطے میں جا کر کے دین اسلام کی نشر و اشاعت کرتے تھے کہاں پنڈوا شریف کہاں مالدہ ورائے گنج اور سلی گوڑی یہ ہی تک محدود نہیں بلکہ اس کٹھین و مشکل کے دنوں میں آپ علیہ الرحمہ بنگلہ

دیش کے کئی علاقوں میں جا کر دین متین کی لوگوں کو تعلیم و تعلم کی باتیں بتاتے تھے اور لوگ آپ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے تھے اور تا دمِ آخر کرتے رہے اور آپ کی ذات بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج بھی ان کی اولادوں کے قلب و جگر میں ان کا اثر دیکھنے کو ملتا ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضور صوفی ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کس طرح سے دین متین کی نشر و اشاعت کئے ہیں اور اس دور کے لوگ کس طرح بے حد آپ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اگر آپ علیہ الرحمہ چاہتے تو دولتوں کے انبار لگا دیتے لیکن حضور صوفی ملت نے دولت جمع کرنے کو فوقیت نہیں دیئے دین اسلام کی تبلیغ و نشر و اشاعت کے مقابلے میں ورنہ حضور صوفی ملت اپنے وقت کے بہت بڑے زمین دار ہو سکتے تھے تب ہی تو اللہ رب العزت نے ایسے نفوس قدسیہ کے بارے میں حدیث قدسہ میں ارشاد فرمایا (مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ) یعنی جو میرے ولیوں سے دشمنی رکھیں میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں، حضور صوفی ملت اپنے وقت کے قطب الاقطاب و زبدۃ العارفین و سراج السالکین تھے اس چیز کو آپ کے دور کے اکابرین و شیوخ نے مانا بھی ہیں اور آپ کے دولت خانہ میں تشریف بھی لائے ہیں آپ اپنے وقت کے مائے ناز عالموں میں سے ایک عالم دین تھے اس بات پر کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے یا اس بات کو ذہن میں لا سکتا ہے کہ حضور صوفی ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تو ایک صوفی صاحب تھے پھر عالم دین کیسے ہو گئے تو اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ کوئی جاہل ولی ہو نہیں سکتے ہیں جب تک کہ وہ عالم نہ ہو یہ شریعت کا مسلم مسئلہ ہے اور اس تعلق سے حضور صدر الشریعہ بدر

الطریقہ خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد امجد علی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی کتاب بہار شریعت حصہ اول ولایت کے بیان میں لکھتے ہیں ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کردیئے ہوں، اور آپ علیہ الرحمہ دین متین کے ایک متبحر عالم دین تھے کیونکہ آپ نے جس طرح سے دین کے علم کو پھیلائے ہیں اور لوگوں کو اہل سنت والجماعت پر چلنے کے راستے بتائیں ہیں اس کی مثال ہم دے نہیں سکتے اور آپ علیہ الرحمہ تو دین متین کی خدمت کئے ہی ہیں ساتھ میں اپنی اولاد کو بھی علم کے نور سے مزین کرکے دین کی خدمت اور اس کی نشرواشاعت میں لگادیئے تھے نہیں تو ان کی اولاد میں سے حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے حیات طیبہ کا جائزہ لے کے دیکھیں کہ یوسف ملت علیہ الرحمہ کی ذات کس طرح سے اپنی زندگی کو ذکر خدا وذکر مصطفیٰ میں گزارے ہیں اور قوم وملت کے لوگوں کو کس طرح راہ راست پر لے کے چلے ہیں علاقے کا علاقہ اس بات پر شاہد ہیں یہیں تک محدود نہیں بلکہ آپ کے پوتوں میں سے حضرت علامہ مولانا حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کی ذات کو دیکھیں و حضرت علامہ ومولانا حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات کا جائزہ لے کے دیکھیں کہ کس طرح سے ان لوگوں نے اپنے جد امجد کی امت کے لوگوں کو دین متین پر لے کے چلے ہیں اور دین وسنت پر چلنے کا سلیقہ بتائیں ہیں اور اس میں حضور یوسف ملت کی اولادوں کا بھی کوئی جواب نہیں ہے کہ کسی طرح سے یہ نفوس قدسیہ اپنی زندگی کو گزارے ہیں اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ حضور صوفی ملت کے جد

امجد تو نبی آخرالزماں وشہنشاہ کون ومکان سرور دوجہاں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکت ہیں اب اگر کوئی اس پرفتن دور میں اس کی سیادت کا منکر ہو یا اس کی سیادت پر سند طلب کریں تو اس تعلق سے سرکار اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں، فتاویٰ رضویہ کے اندر سیدوں کے سیادت پر سند مانگنے کے بارے میں، سید سے سیادت کی سند مانگنے کی حاجت نہیں، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی کو سید سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لیے ہمیں اپنی ذاتی علم سے اسے سید جاننا ضروری نہیں جو لوگ سید کہلائے جاتے ہیں ہم اس کی تعظیم کریں گے ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں نہ سیادت کی سند مانگنے کا حکم دیا گیا اور خواہی نخواستہ سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو برا کہنا مطعون ہرگز جائز نہیں (وَالنَّاسُ اُمَنَّآ عَلٰی اَنْسَابِهِمْ) لوگ اپنے نسب پر امین ہیں (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ) جلد ۲۹ صفحہ ۵۸۷) سید اگر بدمذہب ہوجائے تو اس کی تعظیم کا حکم، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ فقیر ذلیل بحمدہ تعالیٰ حضرات سادات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ادنیٰ غلام وخاکپا ہے ان کی محبت وعظمت ذریعہ نجات وشفاعت جانتا ہے اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سید اگر بدمذہب بھی ہوجائے تو اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی حد کفر تک نہ پہنچے ہاں بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہوجاتی ہے (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ) (۲۹ صفحہ ۵۸۷) جو سید نہ ہو کر سید ظاہر کریں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی فرماتے ہیں ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق

معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے (العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ) جلد ۲۹ صفحہ ۵۸۷) سید زادے سے سیادت کی سند مانگنے کا انجام، اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت نقل کرتے ہیں ایک شخص کسی سید سے الجھا انھوں نے فرمایا میں سید ہوں کہا کیا سند ہے تمہارے سید ہونے کی رات کو زیارت اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے یہ شفاعت خواہ ہوا، اعراض فرمایا، اس نے عرض کی، میں بھی حضور کا امتی ہوں، فرمایا کیا سند ہے ترے امتی ہونے کی (العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ) جلد ۲۹ صفحہ ۵۸۸) آپ نے اس بات کو اچھی طرح جان لیا کہ اعلیٰ حضرت نے سیدوں کے تعلق سے کیا ارشاد فرمائے ہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا اعتقاد دیکھیں سیدوں کے تعلق سے اور آج کل کے کچھ نام ونہاد مولوی صاحب لوگوں کا اعتقاد دیکھیں کتنا فرق آتا ہے ان دو چار مسئلے کو میں نے اس لیے ذکر کر دیا تا کہ کوئی بھی کسی آل رسول سے اس طرح کا سوال نہ کریں اور نہ کسی سید صاحب سے سیادت ونسب کا مطالبہ کریں کیونکہ جو بلاوجہ اس طرح کے معاملے میں پڑے گا وہ خود اپنا انجام جانے گا اور یہاں تو حضور صوفی ملت کا مقام ارفع واعلیٰ بلند و بالا ہے کیونکہ حضور صوفی ملت تو ابن غوث اعظم ہیں وابن خواجہ معین الدین چشتی ہیں فرزند سید منور شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں آپ کے مقام ومرتبے کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتے کہ آپ علیہ الرحمہ کس درجے کے بزرگ ہیں حضور صوفی ملت تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث پاک کے مکمل طور پر مصداق ہیں، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا (الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ) یعنی ولی وہ ہیں جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے، یہ چیز حضور صوفی ملت کے اندر موجود تھی اور ایسے نفوس قدسیہ کے تعلق سے اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاتِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَ ذَالِكَ الْهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمِ) انہیں خوش خبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور وہی بڑی کامیابی ہے اس طرح کی ساری باتوں کے حامل حضور صوفی ملت کی ذات تھی، اسی لیے تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

فقیروں سے نہ الجھو ان کی دنیا ہی نرالی ہے
وہ گدڑی میں رہتے ہیں مگر گوہر لٹاتے ہیں

اور حضور صوفئ ملت کی ذات نے کس طرح کے گوہر کو لٹائے ہیں دنیا اس بات پر شاہد ہے۔ بحر حقیقت حضور صوفئ ملت قدس سرہ وقدسنا اللہ سرہ وعلا کی ذات مبارک معدان سرِ نبوی تھی حضور سید مفیض الدین علیہ الرحمہ المعروف حضور صوفی ملت کی ذات فنافی اللہ فنافی الرسول کے مصداق تھے جس پر اہل قلب واقف ہوئے آپ علیہ الرحمہ کی ذات مبارکہ ان میں سے ہے جن کے ذکر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور جن کی محبت سے مغفرت کی امید ہوتی ہے حضور صوفی ملت علیہ الرحمہ اپنی دنیاوی زندگانی میں بے نیاز دنیا تھے اور دنیائے فانی سے شغف نہیں رکھتے تھے نام و نمود اور شہرت و پزیرائی کی طلب وجستجو سے بے نیاز تھے اسی طرح حیات اخروی کی منزل میں اس سے بے نیاز ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ والرضوان کا چرچا کیا جائے لیکن ہم پر لازم وضروری ہے کہ ہم آپ کے صفات حمیدہ کو یاد رکھیں اور آپ علیہ الرحمہ کی دینی

کمالات کا ذکر یں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو شان محبوبی اور اجتبائی سے سرفراز فرمایا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضاء لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا ہے اگر دل میں تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں سے
ولی اللہ میں شانِ جلال اللہ ہوتی ہے
مگر بد مذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے
میں چراغ راہ گزر ہوں مجھے شوق سے جلاؤ
میرا کام یہی ہے کہ میں سبھی کے کام آؤں
آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے یہ ہے کہ ہمیں حضور صوفیٔ ملت علیہ الرحمہ کے جمیع فیوض وبرکات سے کماحقہ مستفیض عطا فرمائے۔آمین بجاہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا آغاز باب تھا

ہمیں جاننا ہے صوفی کون ہے اور تصوف کیا ہے؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عَنۡ اَبِیۡ اُمَامَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنۡ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبۡغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعۡطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسۡتَکۡمَلَ الۡاِیۡمَانَ۔

حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس نے کسی سے اللہ کے لیے محبت رکھا یا کیا اور جس نے کسی سے اللہ کے لیے بغض رکھا اور جس نے کسی کو اللہ کے لیے کچھ دے دیا اور اگر کسی کو دینے سے روک دیا، یہ سوچ کر کہ یہ بدمذہب ہے وہابی ہے تو یہ بھی اللہ کے لیے ہے جس نے ایسا کیا اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔

تصوف کیا ہے؟ حضرت سیدنا حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقین ومعرفت کے جس مرتبے پر فائز تھے اسی کا نام علم حال یعنی تصوف ہے۔

تصوف کیا ہے؟ اس کے متعلق بزرگانِ دین رحمہم اللہ المبین سے بے شمار اقوال منقول ہیں کیونکہ ہر ایک نے اپنے مقام ومرتبہ اور حال کے اعتبار سے تصوف کی تعریف کی ہے چنانچہ امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری علیہ الرحمہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا رُوَیم بن احمد علیہ الرحمۃ الصمد سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس

کو اپنے رب کی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے اس سے کام لے اور جب حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ رحمۃ الہادی سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

’’صوفی کون‘‘ حضرت سیدنا ابوالحسن قناد علیہ رحمۃ اللہ الجواد سے جب صوفی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: صوفی وہ ہوتا ہے جو اللہ عزوجل کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتا ہے۔ حضرت شیخ ابونصر سراج طوسی علیہ رحمۃ اللہ القوی مزید ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کو خوب پہچانتے ہیں، اس کے احکام کا علم رکھتے ہیں جو کچھ اللہ عزوجل کے علم میں ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں اللہ رب العزت ان سے جو کام لینا چاہتا ہے یہ اس کو پورا کرنے کے لیے ثابت قدمی دکھاتے ہیں پختہ عمل کی بدولت وہ اللہ عزوجل سے کچھ پا لیتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے اس کی وجہ سے فنا ہو جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہے کہ ہر پالینے والا آخر کار فنا ہو جایا کرتا ہے‘‘ تصوف کا لفظ اس طریقہ کار یا اسلوبِ عمل کے لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ جس پر کوئی صوفی (جمع صوفیا یا اصفیاء) عمل پیرا ہو، اسلام سے قربت رکھنے والے صوفی، لفظِ تصوف کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ تصوف کو قرآنی اصطلاح میں تزکیۂ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں‘‘

تصوف کی چند بنیادی خصوصیات:

حضرت سید علی بن عثمان جلابی المعروف حضور داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ

الہادی اپنی مشہور زمانہ کتاب کشف المحجوب کے صفحہ ۳۹ پر سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیادی خصوصیات آٹھ ہیں: (۱) سخاوت (۲) رضا (۳) صبر (۴) اشارہ (۵) غربت (۶) گدڑی ولباس (۷) سیاحت (۸) فقر۔

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہیں۔

۱۔ سخاوت، حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اس لیے کہ آپ نے راہِ خدا میں اپنے لختِ جگر کی قربانی دینے سے بھی اجتناب وگریز نہ کیا۔

۲۔ رضا، حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ آپ نے اللہ رب العزت کی رضا کے لیے اپنی عزیز جان کو بھی بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔

۳۔ صبر، حضرت سیدنا ایوب علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے اس لیے کہ اپنے بے انتہا مصائب پر صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی آزمائش پر ثابت قدم رہے۔

۴۔ اشارہ، حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا" أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزاً " (پارہ ۳ آل عمران آیت: ۴۱) تین دن تو لوگوں سے بات نہ کر مگر اشارہ سے اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا" إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيّاً" (پارہ ۱۴ سورہ مریم، آیت: ۳) جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

۴۔ غربت، حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے کہ انہوں نے اپنے وطن عزیز میں بھی مسافروں کی طرح اپنی زندگی بسر کی اور کنبہ یعنی خاندان میں رہتے

ہوئے بھی اپنوں سے بیگانہ رہے۔

۶۔گدڑی (صوف کا لباس) یہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے،جنھوں نے سب سے پہلے پشمینی لباس زیب تن فرمایا۔

۷۔ سیاحت، یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے جنھوں نے اکیلا زندگی گزاری اور ایک پیالہ و کنگھی کے سوا کچھ بھی پاس نہیں رکھا، بلکہ ایک مرتبہ کسی کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیتے دیکھا تو پیالہ بھی توڑ دیا اور جب کسی کو دیکھا کہ انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔

۸۔فقر، محسن کائنات فخر موجودات ﷺ کی سنت ہے جنہیں روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں مگر آپ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی: اے خدا میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں اور دو روز فاقہ کروں۔تصوف کی اصل تعلیمات تصوف پر غور و فکر کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح معلوم ہوتی ہے کہ تصوف میں دو باتیں اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (۱) تزکیۂ نفس (۲) احسان۔

تزکیۂ نفس کا ذکر قرآن کریم میں بعثت نبوی کے مقاصد میں بار بار آیا ہے اور احسان کا ذکر حدیث پاک میں ملتا ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ حدیث جبریل کو تصوف کی اصل سمجھا جاتا ہے جس میں احسان کی تعریف کی گئی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے : مجھ سے (دین کی باتیں) پوچھا کرو، مگر بارگاہِ رسول کائنات کا ادب بجالانے اور غلبۂ ہیبت کی وجہ سے

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو سوالات پوچھنے کی جرأت نہ ہوتی۔لہٰذا حقائق دینیہ سکھانے کے لیے اللہ رب العزت نے حضرت جبریل امین کو شکل انسانی میں بھیجا تا کہ وہ سوال کریں اور معلم کائنات رسول اعظم ﷺ جواب میں اس طرح نایاب موتی نچھاور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دامن علمی جواہر پاروں سے بھر جائے۔ چنانچہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر جو سوالات پوچھے وہ دین کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ ان سوالات کے جو جوابات رسول کائنات ﷺ نے عطا فرمائے وہ جمیع علوم دینیہ کا خلاصہ و نچوڑ کہا جا سکتا ہے مثلا شارع ہونے کی حیثیت سے حضور علیہ السلام سے روایت دینی علوم پر مشتمل کل احادیث کریمہ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے تو صورت کچھ یوں بنے گی۔

۱۔حضور ﷺ سے مروی بعض احادیث کریمہ ایسی ہیں جن میں دین کے اصول و نظریات یعنی عقائد کی تعلیم مروی ہے۔

۲۔بعض احادیث اعمالِ ظاہرہ کی اصلاح سے متعلق ہیں۔

۳۔اور بعض اصلاحِ باطن سے متعلق ہیں۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام کے پوچھے گئے سوال (مَا الْاِیْمَانُ) ایمان کیا ہے؟ کے جواب میں حضور ﷺ نے اصلاحِ عقائد کے حوالے سے دین کے اصول و نظریات کچھ یوں بیان فرمائے کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ رب العزت، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور

قیامت کے دن اور ہر خیر و شر کو اللہ رب العزت کی تقدیر سے وابستہ مانو۔(مَا الْاِسْلَامُ) اسلام کیا ہے؟ کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعمال ظاہرہ کی اصلاح اس طرح فرمائی کہ تم توحید و رسالت کی گواہی دو، نماز قائم کرو، زکوۃ دیا کرو، رمضان المبارک کے روزے رکھو اور اگر توفیق ہو تو حج بیت اللہ کرو اور (مَا الْاِحْسَانُ) احسان کیا ہے؟ کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اصلاحِ باطن کے حوالے سے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا: اللہ رب العزت کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اللہ رب العزت کو دیکھ رہے ہو اور اگر اس مرتبہ کو نہ پا سکو تو یہ یقین رکھو کہ اللہ رب العزت تمھیں ضرور دیکھ رہا ہے، یہ ہی تصوف کی اصل ہے۔ تصوف اور صوفی کے الفاظ کی تحقیق میں علمائے تصوف نے بہت کچھ کہا اور لکھا ہے، لیکن ہم یہاں عہد وسطیٰ کے ایک معروف صوفی حضرت سید علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کشف المحجوب سے کچھ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہو جائے گا کہ بلند پایہ صوفیہ خود تصوف اور صوفی کے تعلق سے کچھ خیالات رکھتے ہیں، صفا ولایت کی منزل ہے اور اس کی آیت و روایت ہے اور تصوف، صفا کی ایسی حکایت و تعبیر ہے جس میں شکوہ و شکایت نہ ہو۔ (اردو ترجمہ کشف المحجوب صفحہ ۹) پر اہل علم کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صوفی کو صوفی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ صوف کے کپڑے پہنتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ وہ اول صف میں ہوتے ہیں اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ اصحاب صفہ کی نیابت کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ نام صفا سے ماخوذ ہے غرض کہ ہر وجہ تسمیہ میں

طریقت کے بہ کثرت لطائف ہیں۔

صوفیہ کے نظریات دنیا میں عہد قدیم سے چلے آ رہے ہیں، ترک دنیا اور تجرد ہر دور میں موجود رہا ہے کوہ و بیابان میں عابدوں کی عبادت گزاری اور زہاد کی چلہ کشی ہر زمانے میں ہوتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ احادیث و سیرت کی کتابوں میں سے پتہ چلتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کئی کئی دن کے لیے غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے حتی کہ پہلی وحی کا نزول بھی اسی مقام پر ہوا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بھی ایسے نفوس قدسیہ کی کثرت تھی جو فقر کی زندگی گزارتے تھے، دنیا کے اسباب میں سے صرف اتنا ہی لیتے تھے جتنے سے کم پر گزارا ممکن نہ تھا جو کچھ مال ملتا اسے اللہ رب العزت کے راستے میں صدقہ کر دیتے تھے۔ بندگان خدا کی خدمت اور ان کے دکھ درد میں کام آنا ان کا مشغلہ تھا ان میں خلفاء راشدین اور اہل بیت اطہر نبوت رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی شامل تھے اس دور میں اکثر وہ اعمال و افعال موجود تھے، جو اہل تصوف کا شعار رہے ہیں مگر لفظ تصوف موجود نہ تھا کسی کو صوفی کے نام سے نہیں جانا جاتا تھا، یہ الفاظ بعد میں رائج ہوا، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے عوارف المعارف کے مطابق یہ الفاظ زمانہ نبوت میں رائج نہ تھے، الرسالۃ القشیریہ کے مطابق صوفی کا لفظ دوسری صدی ہجری کے آخر میں رائج ہوا مگر کتاب اللمع کے مطابق شیخ ابو نصر سراج طوسی علیہ الرحمہ سے دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں بھی رائج بتاتے ہیں یعنی حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کے دور میں جو تابعی

تھے اور ۱۱۰ھ میں انتقال ہوا بیشتر محققین کا ماننا ہے کہ دوسری صدی ہجری کے نصف آخیر میں صوفی لفظ کا چلن شروع ہوا اور سب سے پہلے ابوالہاشم کوفی اور جابر بن حیان کوفی کو صوفی کہا گیا۔ ان دونوں کا انتقال ۱۴۰ھ کے آس پاس ہوا۔ یہ دونوں بزرگ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ علامہ عبدالرحمٰن جامی اور امام سیوطی سمیت کچھ دیگر اہل علم نے ابوالہاشم کوفی کی روایت کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ انھوں نے سب سے پہلے علم قلوب پر گفتگو کی، ''صوفی کی ایک تعریف یہ بھی ہے ''محبت الٰہی'' صوفی کا سب سے اہم وصف اللہ کی ذات سے عشق اور محبت ہے، صوفی اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے اور اسے برائیوں سے پاک کرتا ہے اسی کو تزکیۂ نفس بھی کہتے ہیں جو حضرات اصل میں صوفی ہوتے ہیں وہ صوفی شریعت مصطفی ﷺ کی سختی سے پابندی کرتا ہے اور دنیا کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے صوفی باطن اللہ کی یاد سے آباد ہوتا ہے اور وہ دنیا کی تمام اشیاء سے بے پرواہ ہوتا ہے۔

فقیروں سے نہ الجھو ان کی دنیا بھی نرالی ہے
یہ گدڑی میں رہتے ہیں مگر گوہر لٹاتے ہیں

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے یہ جو کچھ بیان ہوا آغاز باب تھا۔

پہچاننا ہے مشکل کہ کیسے ہیں شان حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ'' (سورۂ توبہ آیت: ۱۱۹) ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

خدا کے نام سے میں حضور سید یوسف ملت پر لکھنا شروع کرتا ہوں
وہی رب ہے میں اس کے کرم پر ناز کرتا ہوں
ہزاروں ظلم سہ کر لب کشائی وہ نہیں کرتے
خدا کے نیک بندے درد کا شکوہ نہیں کرتے
مزین سینہ رہتا ہے صدا عشقِ الٰہی سے
ولی اللہ اپنی شان کا دعویٰ نہیں کرتے

اولیاء اللہ وہ افراد ہیں جو ایمان وتقوی اور فرائض ونوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے واقف ہو کر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں، ان کی ایک خصوصیت کرامات ہیں یعنی اللہ رب العزت کی طرف سے ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہونے والے ایسے غیر معمولی کام جو ان کی تائید یا دین کی مدد کے لیے ہوتے ہیں اور یہ کوئی ولی اپنی کوشش سے حاصل نہیں کرسکتا (اولیاء اللہ کی تعریف) لغوی معنی، اصطلاحی معنی، شریعت کے مطابق ولی وہ شخص ہے جو اللہ

سبحانہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایمان وتقویٰ اختیار کرتا ہے اور فرائض و نوافل کا پابند ہوتا ہے، اور اللہ سے قرب، یعنی وہ فرائض ونوافل سنن ومستحبات کے ذریعے اللہ سے قریبی تعلق قائم کرتے ہیں، تقویٰ، وہ اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں اور اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں تب جا کر کے مقبول بارگاہ ہوتے ہیں اس طرح کے نفوس قدسیہ میں سے ایک حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکت ہیں حضور سید یوسف ملت کی عظمت وشان کو تو ہم کما حقہ بیان نہیں کر سکتے ہیں لیکن کچھ باتیں اس عظیم ہستی کی شان میں بیان کرنے کی جرات کرتے ہیں حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ شہزادہ ہیں سید السالکین عمدۃ العارفین تاج الاتقیاء رئیس الاصفیاء حضرت حضور سید مفیض الدین علیہ الرحمۃ والرضوان کے جنھیں آج دنیا حضور صوفئ ملت کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے تو حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس عظیم ہستی کو کہتے جو ہمہ وقت رب کی اطاعت وبندگی میں لگے رہتے تھے، حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ الشاہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی یعنی آپ حضور حجۃ الاسلام کے خلیفہ تھے اور حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں علیہ الرحمہ آپ کی ذات سے پوری طرح واقف تھے کہ آپ کس طرح کے کامل ولی تھے اور آپ کے یہاں مظہر غوث اعظم یعنی حضور مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں بھی تشریف لاتے تھے اور حضور مفتی اعظم ہند آپ کی ذات سے کما حقہ متاثر تھے اور حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو امین شریعت خیر الامت بحر حقیقت برکۃ العصر قطب العالم حضرت

مولانا الحاج شاہ رفاقت حسین مفتی اعظم کانپور سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی، سوانح رفاقتی میں یہ بات مذکور ہے ان کے علاوہ اور دیگر بزرگوں سے بھی حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کو اجازت وخلافت حاصل تھی، حضور سید یوسف ملت اس طرح کے بزرگ تھے کہ جب آپ نے قوم کی اس ضرورت کا احساس کیا جس کے بغیر انسان کوڑھی اور اندھا رہتا ہے کہ میری قوم وملت کے بچے علم کے نور سے بے نور ہو رہے ہیں تو آپ نے اپنے یہاں ایک مدرسہ حامدیہ رضویہ کا بنیاد رکھا اور تعلیم وتعلم کے غرض سے (یعنی پڑھانے کے لیے) عالم دین کو منتخب فرمایا (حسب ضرورت) تو اللہ رب العزت نے آپ کے اس فعل کو قبول فرمالیا۔

اب آپ کے اس مدرسہ حامدیہ رضویہ سے قوم کے بچے علم کے نور سے مزین ہونے لگے، علاقہ وبیرونی علاقہ سب جگہ کے مساوی طور پر آپ نے اس طرح سے دین کے علم کو پھیلایا ہے تب ہی تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اس طرح کے محبوب ومقبول بندے کی شان میں یہ گوارا نہیں کرتا کہ کوئی شخص انھیں کسی قسم کی اذیت پہنچائے یا ان کی شان میں نازیبا کلمات کہے، اللہ تعالیٰ اس طرح کے عظیم ہستیوں کو اذیت دینے اور نازیبا الفاظ کہنے والوں کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث قدسی ہے "عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَ يَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَ اِنْ

سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں، جس چیز سے بھی بندہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے اس میں سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ عبادت ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے سے میرا تقرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھیں ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں اور میں جس کام کو بھی کرنے والا ہوں کسی کام میں اتنا تردد (یعنی اتنی تاخیر) نہیں کرتا جتنا تردد (یعنی جتنی تاخیر) میں مومن کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں وہ مومن کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنے کو ناپسند کرتا ہوں (صحیح البخاری، کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۵۰۲) حلیۃ الاولیا جلد ۱ صفحہ ۱۵ طبع جدید) مذکورہ بلا حدیث پاک کی بہترین توجیہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے وہ فرماتے ہیں بندہ جب عبادت پر دوام کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے

فرمایا، میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں اور اس کے کان ہوجاتا ہوں جب اللہ کا نور جلال اس کے کان ہوجاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سن لیتا ہے اور جب اس کا نور جلال اس کی آنکھ ہوجاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کو دیکھ لیتا ہے اور جب اس کا نور اس کے ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان چیزوں پر اور قریب اور بعید کی چیزوں کے تصوف پر قادر ہوجاتا ہے (تفسیر کبیر جلد ۷، صفحہ ۴۳۶) بیروت العربی)

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا ولی فرائض پر دوام اور نوافل پر پابندی کرنے سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مظہر ہوجاتا ہے لیکن بندہ بندہ ہی رہتا ہے، اللہ نہیں ہوجاتا جیسے آئینہ میں کسی چیز کا عکس ہو تو آئینہ وہ چیز نہیں بن جاتا بلکہ اس کی صورت کا مظہر ہوجاتا ہے بلا تشبیہ وتمثیل جب بندہ کامل کی صفات فنا ہوجاتی ہے تو وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہوجاتا ہے تو حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر اس طرح کی تمام صفتیں کامل واکمل کے مانند ظاہر و باہر تھی حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ ذکرِ جلی بھی کرتے تھے اور ذکرِ خفی بھی کرتے تھے، اب ہمیں جاننا ہے کہ ذکر جلی کسے کہتے ہیں؟ ، ذکر جلی وہ ذکر ہے جو باآواز بلند کیا جائے یعنی زبان سے آواز نکال کر کیا جانے والا ذکر، جو ذکر لسانی کی ایک قسم ہے اور اس میں دھیمی آواز کو ترجیح دی جاتی ہے، اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے یاد کرنا ہے، ذکر جلی کا مطلب ہی ہے اللہ رب العزت کو زبان سے باآواز بلند یاد کرنا حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ اس ذکر کو کثرت سے کرتے تھے اور کرنے کے لیے بہت سے کو تعلیم وتربیت بھی دیتے تھے اور ذکرِ خفی بھی حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کثرت سے کیا کرتے تھے ذکرِ خفی

سے مراد وہ ذکر جو مخفی اور پوشیدہ ہو حضرات نقشبندیہ کے ہاں ذکرِ خفی سب سے افضل ہے اسے ذکرِ قلب اور دوامی بھی کہا جاتا ہے ذکرِ اللہ خواہ قلبی ہو یا زبانی انفرادی ہو خواہ اجتماعی، اس کی اہمیت وفضیلت مسلم ہے، لیکن حدیث وقرآن کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ذکرِ قلبی کی فضیلت بدرجہا ذکرِ زبانی سے زیادہ ہے البتہ اگر اللہ تبارک تعالیٰ کسی بندے پر خصوصی فضل فرمانا چاہیے اور اپنے حضور اسے خوش قسمت بندہ لکھ دے اور اس کو یہ توفیق دے کہ ہر وقت زبانی ذکر بھی کرتا رہے اور اس کا دل بھی اسی کے موافق ذکر میں مشغول رہے اور اسے ذکر زبانی سے ذکر قلبی کی طرف ترقی حاصل ہو جائے یہاں تک کہ اگر زبان خاموش ہو پھر بھی دل خاموش نہ ہو اسی کو ذکرِ قلبی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے لوگ بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں اپنے اوپر نرمی کرو تم کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ غائب کو تم سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے، (خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ، وَ خَيْرُ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ) بہترین ذکر ذکرِ خفی ہے، اور بہترین رزق وہ ہے جو انسان کے لیے کافی ہو جائے اب آپ نے جان لیا کہ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ جس ذکرِ جلی و ذکرِ خفی کو کرتے تھے وہ کس طرح کا ذکر تھا حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کو ان کے علاقے کے لوگ بڑے مولانا صاحب کے نام سے جانتے تھے اور آپ اپنے علاقے میں بڑے مولانا صاحب کے نام سے معروف تھے، حضور سید یوسف ملت کی بارگاہ میں لوگ جس مقصد کو لے کر حاضر ہوتے تھے،

اپنے مقصد میں آپ کی دعا سے کماحقہ کامیاب ہو جاتے تھے اور کیوں نہیں ہوتے کہ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کا تو معاملہ یہ تھا کہ آپ ذکرِ قلبی و ذکرِ لسانی اور ذکرِ بدنی و دیگر ذکروں کے مصداق آپ علیہ الرحمہ کی ذات تھی اور آپ علیہ الرحمہ ان سارے ذکروں کو بکثرت کیا کرتے تھے، حضور سید یوسف ملت جب کبھی کوئی میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی محفل کو منعقد کرتے تو کثرت سے درود شریف پڑھتے تھے اور اپنے معتقدین ومحبین سے بھی کثرت سے درود شریف پڑھواتے تھے اس لیے کہ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کی نظر نبی کریم ﷺ کی حدیث پر تھی۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث پاک ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں اس کے لیے کتنا وقت مقرر کروں، سرکار مدینہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس قدر چاہوں، عرض کیا اپنے اوقات وظائف میں سے چوتھائی، فرمایا جس قدر چاہو اگر درود اور زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے اوقات وظائف میں سے دو تہائی فرمایا جس قدر چاہو اگر درود اور زیادہ کرلو تو تمہارے لیے بہتر ہے عرض کیا کیا رسول اللہ ﷺ اپنے اوقات وظائف کو درود شریف میں صرف کرلو، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اِذًا يَّكْفِيْ هَمَّكَ وَ يَكْفِرُ لَكَ ذَنْبَكَ) یہ درود تمہارے سارے رنج وغم کو کافی ہے اور تمہارے گناہوں کو مٹادیگا درود شریف ہر درد کی دوا ہے ہر پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ ہے اگر آپ روحانی جسمانی بیماری کا شفا چاہتے ہیں تو درود شریف کو پڑھنے کی عادت بنائے حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کے درود شریف

کو کثرت سے پڑھنے میں بے شمار حکمتیں ہیں، اب اس حکمت وخوبی کو جاننے کے لیے قرآن وحدیث کا کثرت سے مطالعہ اور حضور سید یوسف ملت جیسی ایک عظیم ہستی کی ذات سے وابستہ ہونے کی اشد ضرورت ہوگی حضور سید یوسف ملت اس مرد مجاہد کا نام ہے جو ذکرِ خدا فکر تبلیغ دین مصطفیٰ میں مشاغل رہتے تھے، حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ دنیا وفکر مال وزر سے اجتناب کرتے تھے، حضور سید یوسف ملت اپنے کشف وکرامت ومراقبہ کے ذریعے بہت سے اولیا کے بارے میں یہ نشاندھی کر کے لوگوں کو بتائیں ہیں کہ یہاں فلاں بزرگ ہیں یہاں فلاں بزرگ ہیں اور اس وقت کے پابند شریعت علماء وعوام نے اس بات کو تسلیم کیا اور آج ان جھگوں پر لوگ عرس اور جلسہ کرتے ہیں اور ان بزرگوں کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو رہے ہیں، یہ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کا لوگوں پر کرم بلائے کرم ہے حضور یوسف ملت اپنی پوری زندگی (تَصَلُّبْ فِی الدِّیْنِ) پر قائم رہ کر گزارے حضور سید یوسف ملت اپنے وقت کے قطب کا نام ہے حضور سید یوسف ملت فرزند امام حسین کا نام ہیں۔ حضور سید یوسف ملت فرزند امام زین العابدین کا نام ہیں حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کا مرتبہ ومقام کیوں نہیں بلند ہوگا آپ تو اس عظیم ہستی کے فرزند ارجمند ہیں جس کے صدقے رب نے پوری دنیا کو معرض وجود میں لایا اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب ہمیں حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے مستفیض عطا فرمائے۔

یہ قصہ لطیف ابھی ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا آغاز باب تھا

اقسام اولیا جاننا ہے مشکل

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَ الْکَرَمِ وَ اٰلِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورہ یونس آیت:۶۲)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں، لفظ ''ولی'' وِلاء سے بنا ہے جس کا معنی قرب اور نصرت واعانت ہے ولی اللہ وہ ہے جو فرائض وواجبات کی ادائیگی سے اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرے اور اللہ رب العزت کی فرماں برداری میں مشغول رہے اور اس کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور جلال کی معرفت میں مستغرق رہے، جب دیکھے قدرت الٰہی کے دلائل و براہین کو دیکھے اور جب سنے رب قدیر کی آیات ہی سنے اور جب بولے تو اپنے رب عزوجل کی ثنا ہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے اطاعت خداوندی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی کام میں کوشش کرے جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہو رب کریم کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے، یہ صفات اولیائے کرام کی ہیں بندہ جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا ولی وناصر اور معین ومددگار ہوتا ہے۔

ولی اللہ کی علامتیں

علمائے کرام نے ولی اللہ کی کثیر علامات بیان فرمائی ہیں جیسے متکلمین یعنی علم کلام کے ماہر علماء فرماتے ہیں ولی وہ ہے جو صحیح اور دلیل پر مبنی اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کے

مطابق نیک اعمال بجالاتا ہو۔بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت قرب الٰہی اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ مشغول رہنے کا نام ہے جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شئی کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے یہ ہی طبری کی حدیث میں بھی ہے، ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس سے اگلی آیت میں مذکور ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَتَّقُوْنَ یعنی ایمان وتقوی دونوں کا جامع ہو۔بعض بزرگان دین نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت یعنی فرمانبرداری سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامات سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا دلیل کے ساتھ رب تعالیٰ کفیل ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کا حقِ بندگی ادا کرنے اور اس کی مخلوق پر رحم کرنے کے لیے وقف ہو گئے (خازن یونس تحت الآیۃ ۶۳)

اولیائے عظام کی اقسام

اولیائے کرام کی کثیر اقسام ہیں جیسا کہ حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بے شک انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام زمیں کے اوتاد تھے جب نبوت کا سلسلہ ختم ہوا تو اللہ رب العزت نے امت احمد مصطفی ﷺ میں سے ایک قوم کو ان کا نائب بنایا جنہیں ابدال کہتے ہیں وہ حضرت (فقط) روزہ ونماز اور تسبیح وتقدیس میں کثرت کی وجہ سے لوگوں سے افضل نہیں ہوئے بلکہ اپنے حسن اخلاق ورع وتقوی کی سچائی نیت کی اچھائی تمام مسلمانوں سے اپنے سینے کی سلامتی خداوند قدس کی رضا کے لیے، حلم وصبر اور دانش مندی بغیر کمزوری کے عاجزی اور تمام مسلمانوں کی خیر

خواہی کی وجہ سے افضل ہوئے ہیں پس وہ انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ وسلام کے نائب ہیں۔وہ ایسی قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ذات پاک کے لیے منتخب اور اپنے علم اور رضا کے لیے خاص کرلیا ہے، وہ (چالیس) صدیق ہیں جن میں سے ۳۰ رحمٰن عزوجل کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے یقین کی مثل ہیں۔ان کے ذریعے سے اہل زمین سے بلائیں اور لوگوں سے مصیبتیں دور ہوتی ہیں، ان کے ذریعے سے ہی بارش ہوتی اور رزق دیا جاتا ہے ان میں سے کوئی اسی وقت فوت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کی جانشینی کے لیے کسی کو پروانہ دے چکا ہوتا ہے وہ کسی پر لعنت نہیں بھیجتے، اپنے ماتحتوں کو اذیت نہیں دیتے ان پر دست درازی نہیں کرتے انہیں حقیر نہیں جانتے خود پر فوقیت رکھنے والوں سے حسد نہیں کرتے، تکبر نہیں کرتے اور دکھاوے کی خاموشی اختیار نہیں کرتے اور دکھاوے کی عاجزی بھی نہیں کرتے وہ بات کرنے میں تمام لوگوں سے اچھے اور نفس کے اعتبار سے زیادہ پرہیزگار ہیں سخاوت ان کی فطرت میں شامل ہے اسلاف نے جن (نامناسب) چیزوں کو چھوڑا ان سے محفوظ رہنا ان کی صفت ہے ان کی یہ صفت جدا نہیں ہوتی کہ آج خشیت کی حالت میں ہو اور کل غفلت میں پڑے ہوں بلکہ وہ اپنے حال پر ہمیشگی اختیار کرتے ہیں وہ اپنے اور اپنے رب عزوجل کے درمیان ایک خاص تعلق رکھتے ہیں جہاں تک دوسروں کی رسائی نہیں ان کے قلوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور شوق میں آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کے تعلق سے ارشاد فرمایا،

اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورہ مجادلۃ آیت:

۲۲) یہ اللہ کی جماعت ہے، سن لو، اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہے۔

اقسام اولیا

اولیائے کرام کے بارے میں اکابر علما و محدثین نے بڑا تفصیلی کلام فرمایا ہے۔
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قطب، ابدال وغیرہما کے وجود پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس موضوع پر مشہور کتاب جامع کرامات اولیا ضخیم ترین کتاب ہے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کی روشنی میں یہاں چند مشہور اقسام بیان کی جاتی ہیں

(۱) اقطاب۔ یہ قطب کی جمع ہے، قطب اسے کہتے ہیں کہ جو خود یا کسی کے نائب کے طور پر حال اور مقام دونوں کا جامع ہو۔

(۲) ائمہ۔ یہ وہ حضرات ہیں کہ جو قطب کے انتقال کے بعد اس کے خلیفہ بنتے ہیں اور وہ قطب کے لیے وزیر کی طرح ہوتے ہیں ہر زمانے میں ان کی تعداد دو ہوتی ہے۔

(۳) اوتاد۔ ہر زمانہ میں ان کی تعداد چار ہوتی ہے اس سے کم زیادہ نہیں ہوتے ان میں سے ایک کے ذریعے اللہ تعالیٰ مشرق کی حفاظت فرماتا ہے، دوسرے کے ذریعے مغرب کی، تیسرے کے ذریعے شمال کی اور چوتھے کے ذریعے جنوب کی حفاظت فرماتا ہے اور ان میں سے ہر ایک کی اپنے حصے میں ولایت ہوتی ہے۔

(۴) ابدال۔ ان کی تعداد سات ہوتی ہے، اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے ساتوں براعظم کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ جب یہ کسی جگہ سے کوچ کرتے ہیں اور کسی مصلحت اور قربت کی وجہ سے اس جگہ

اپنا قائم مقام چھوڑنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں ایسے آدمی کو نامزد کرتے ہیں کہ جو ان کا ہم شکل ہو اور جو کوئی بھی اس ہم شکل کو دیکھے تو وہ اسے اصلی شخص ہی سمجھے حالانکہ وہ ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جسے ابدال میں سے کوئی بدل قصداً وہاں ٹھہراتا ہے جن اولیا میں یہ قوت ہوتی ہے انہیں ابدال کہتے ہیں۔

(۵) رجال الغیب۔ اہل اللہ کی اصطلاح میں یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور تجلیات رحمٰن کے غلبے کے سبب آہستہ آواز کے سوا کچھ کلام نہیں کرتے ہمیشہ اسی حال میں رہتے ہیں، چھپے ہوئے ہوتے ہیں پہچانے نہیں جاتے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مناجات نہیں کرتے اور اس کے سوا کسی کے مشاہدے میں مشغول نہیں ہوتے بعض اوقات اس سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جو انسانی نگاہوں سے پوشیدہ ہوں اور کبھی اس کا اطلاق نیک اور مومن جنات پر ہوتا ہے بعض اوقات ان سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ظاہری حواس علم اور ذوق وغیرہ نہیں لیتے انہیں غیب سے یہ چیزیں عطا ہوتی ہیں (جامع کرامات اولیا، القسم الاول فی ذکر مراتب الولایۃ) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ جو ایمان لائے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ولی کی دو صفات بیان فرمائی ہیں۔

(۱) ولی وہ ہے جو ایمان کے ساتھ متصف ہو، ایمان کا معنی ہے وہ صحیح اعتقاد جو قطعی دلائل پر مبنی ہو۔

(۲) ولی کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہو، تقوی کا معنی یہ ہے کہ جن کاموں کو کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا انہیں کرنا اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے اجتناب کرنا

(صاوی، یونس، تحت الایۃ) اوراس کے ساتھ ساتھ ہراس کام کے لیے کوشش کرنا جس میں اللہ عزوجل کی رضا ہواور ہر کام سے بچنا جو اللہ عزوجل سے دور کرنے والا ہو۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے لوگ ہوں گے کہ جو نہ تو نبی ہوں گے اور نہ شہید مگر اتنے اونچے مقام پر اللہ کے قرب بیٹھے ہوں گے کہ جس پر قیامت کے دن نبی اور شہید بھی رشک کریں گے، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ خدا کے لیے ذرا ان کی وضاحت کیجیے ان کی نشانی بیان کریں تا کہ ہم ان کو پہچان سکیں کہ وہ کون لوگ ہیں، یہ سوال سن کر آقا علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا، وہ مختلف شہروں اور مختلف علاقوں سے ہوں گے ان کے درمیان خونی رشتہ داری نہ ہوگئی وہ صفا قلب رکھتے ہوں گے، اور قیامت کے دن جب وہ آئیں گے تو اللہ رب العزت فرمائے گا ان کے لیے نور کی کرسیاں بچھا دو اللہ پاک اپنے دست کرامات سے ان کو نور کی کرسیوں پر بیٹھائے گا پھر اللہ ان کے چہرے کو نور کر دے گا، ان کے چہروں سے سورج کی طرح نور نکلے گا اور ان کے لباس نور ہو جائیں گے، ہر شخص قیامت کے دن جب تھر تھر کانپ رہا ہوگا ان لوگوں کو کوئی خوف نہ ہوگا لوگ غم زدہ ہوں گے یہ غم زدہ نہ ہوں گے یہ سن کر صحابہ کرام انتظار میں تھے کہ ابھی آگئے بات کھلے کہ یہ کون ہیں تب آقا علیہ السلام نے پردہ اٹھایا اور آیت پڑھی، أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ خبردار، بے شک اولیا اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ وغمگین ہوں گے۔ (سور یونس آیت نمبر ١٠۔ ٦٢) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولیا اللہ کی پیروی

کرنے، ارادت رکھنے والے کو کیا ملے گا، آقا علیہ السلام نے وہ عقدہ بھی حل کر دیا، ابو حازم روایت کرتے ہیں اور متفق علیہ حدیث ہے کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ اپنے تعلق رکھنے والے کا ہاتھ پکڑلیں گے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے گا، دوسرا تیسرے کا تیسرا چوتھے کا چوتھا پانچویں کا ہاتھوں کی زنجیر بنائیں گے پہلا شخص اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھے گا، جب تک اس زنجیر کا آخر شخص جنت میں نہ چلا جائے، یہ ہیں اولیا کرام کی عظمت وشان جس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، تب ہی تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

فقیروں سے نہ الجھو ان کی دنیا ہی نرالی ہے
وہ گدڑی میں رہتے ہیں مگر گوہر لٹاتے ہیں
میں چراغ راہ گزر ہوں مجھے شوق سے جلاؤ
میرا کام یہ ہی ہے کہ میں سبھی کے کام آؤں
لبوں پر اس کی کبھی بد دعا نہیں ہوتی
بس ایک ماں ہیں جو مجھ سے کبھی خفا نہیں ہوتی

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے یہ جو کچھ بیان ہوا آغاز باب تھا۔

جانئے مقام حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ

ترجمہ: مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

تاریخ اسلام پر نظر عمیق ڈالی جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خالق کائنات نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام سے انبیا و رسولان عظام کا سلسلہ جاری فرمایا پھر اس سلسلہ نبوت و رسالت کو ہمارے آقا و مولانا حضور تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر موقوف فرمایا اب سلسلہ نبوت و رسالت کو مہر لگ چکی ہے تا قیامت کوئی نبی و رسول آنے والا نہیں لیکن لوگوں کی رشد و ہدایت کے لیے علمائے ربانیین و اولیائے کاملین پیدا ہوتے رہیں گے یہ سلسلہ تا قیامت جاری و ساری رہے گا مقبولان حق تعالیٰ جو اس کی ذات و صفات کے عارف ہوں گے گناہوں سے محفوظ ہوں گے اس کی عبادت و فرمانبرداری کے پابند رہیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے نفوس قدسیہ کو اپنا قرب خاص عطا فرمائے گا ان ہی مقدس ذوات قدسیہ کو اولیا اللہ کہتے ہیں،، ان نفوس قدسیہ میں سے ایک ایسی عظیم ذات ہیں جسے لوگ حضور سید مزمل ملت کہتے ہیں، نام و نسب، نام سید مزمل حسین

ہے، سید مزمل حسین ابن سید یوسف ملت ابن سید صوفی مفیض الدین المعروف حضور صوفئ ملت، حضور سید مزمل حسین شہزادہ ہیں حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں حضور سید صوفی مفیض الدین المعروف حضور صوفئ ملت کے، حضور سید مزمل علیہ الرحمہ شاگرد تھے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے، حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کو اجازت و خلافت بھی تمام سلاسل کی حاصل تھی، حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان سے حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ آستانہ صوفیہ و یوسفیہ کے سجادہ نشین تھے او رحضور سید یوسف ملت کے سچے اور وفادار جانشین تھے، آپ علیہ الرحمہ ایک بہترین پیر کامل و اکمل تھے آپ ابھی کے کچھ نام ونہاد پیر کی طرح نہیں تھے کہ آؤ جاؤ کھاؤ جمع کردو، آپ علیہ الرحمہ اس طرح کی پیری مریدی نہیں کرتے تھے کہ مال بٹورلو اور حویلی بناؤ حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ ایک سنجیدہ طبیعت والے مرد مجاہد تھے، حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کے مزاج میں بھی نرمی تھی آپ علیہ الرحمہ پابند شریعت انسان تھے اور آپ کا اخلاق اخلاق حسنہ کا مکمل حامل تھا آپ علیہ الرحمۃ والرضوان شریعت و طریقت کے جامع پیر اور عالم دین تھے جو دخول غیر سے مانع تھے آپ پر حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کی خصوصی نگاہ تھی اور ہوتی پھر کیوں نہیں آپ حضور سید یوسف ملت کے بیٹے و فرمانبردار فرزند ارجمند تھے اور آپ پر آپ کے جدامجد حضور سید صوفئ ملت کا خاص سایہ کرم تھا پیر بننے کے لیے ائمہ کرام نے کچھ شرائط بھی طے کیں ہیں وہ شرائط چار ہیں:

ا۔ پیر سنی صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہو یعنی بدعقیدہ یا گمراہ نہ ہو۔

۲۔ پیر کا سلسلہ طریقت (یعنی شجرہ) نبی کریم ﷺ تک متصل ہو۔

۳۔ پیر فاسق و فاجر نہ ہو اعلانیہ گناہ نہ کرتا ہو یعنی ہر طرح کے گناہوں سے بچتے ہوں۔

۴۔ پیر کے لیے لازم ہے کہ عالم دین ہو یا کم از کم بنیادی مسائل سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو اور اپنے عقائد دلائل کے ساتھ جانتا ہو۔

حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر یہ ساری باتیں مکمل طور پائی جاتی تھی اور آپ علیہ الرحمہ ایک متبحر عالم دین تھے یعنی حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ تو استاذ العلما تھے آپ کے شاگرد بھی اچھی تعداد میں موجود ہیں آپ ایک کامل عامل تھے آپ کی طرح آج کی تاریخ میں اس طرح کے عامل شاذ و نادر کے برابر نظر آتے ہیں حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کو بہت سی باتیں سینہ بسینہ حاصل تھی ان کے کنبہ کے بزرگوں سے جو باتیں ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی ہے وہ باتیں حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کی ذات کو معلوم تھی آپ کی زبان وقلم میں اللہ رب العزت نے وہ تاثر عطا فرمایا تھا کہ آپ جس بندے کو بھی جو کام کر کے دیتے تھے وہ اسی میں کامیاب و کامران ہوتا نظر آتا تھا، اسی لیے تو شاعر کہتے ہیں۔

مدینے کے گدا دیکھیں ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

اور حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کی یہ عادت کریمہ تھی کہ آپ علیہ الرحمہ بزرگوں کی مبارک تاریخوں میں جب ان کے نام سے کوئی میلاد یا جلسہ وغیرہ کا اہتمام کرتے تو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ کرتے تھے اور اگر کسی کی جانب سے

کوئی تھوڑی سی بھی کمی محسوس ہوتی اور اس چیز کے بارے میں آپ کو پتہ چل جاتا کہ اس میں کسی قسم کی کچھ کمی کی ہے تو آپ اس میں اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ یہ میرے کون ہیں اور کیا ہے اور کیا کہیں گے آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر اس آدمی کو ڈانٹے اور بعد میں پھر اسے بڑے اچھے لہجے میں سمجھاتے اور اس کے مقام و اہمیت کو بتاتے حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر جس طرح رعب عالم تھا اسی طرح شان بزرگی بھی موجود تھی جسے سمجھنا ہر ایک کس و ناکس کے بس کی بات نہیں تھی حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ خاص طور پر حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی غوث سبحانی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیارہویں شریف کا اہتمام ہر مہینے کی گیارہویں تاریخ کو نہایت ہی عمدہ طریقے سے کرتے تھے اور آپ علیہ الرحمہ کے گیارہویں شریف کرنے کا انداز بھی نہایت ہی انوکھا و نرالا تھا حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ سے اگر کوئی عالم دین یا طالبان علوم نبویہ میں سے کوئی ملاقات کے لیے آتے تھے سلام و مصافحہ کے بعد آپ علیہ الرحمہ اثنائے گفتگو کسی نہ کسی طرح کے مسئلہ کے تعلق سے بات کرتے ہی تھے یا حدیث و قرآن میں سے کسی واقعہ وغیرہ کے تعلق سے بات کرتے تھے، گاہ بگاہ آپ اس طرح کے مسئلہ کے بارے میں بات نکالتے تھے تو معلوم یہ ہوتا تھا کہ یہ مسئلہ یا یہ واقعہ میں پہلی بار سن رہا ہوں آپ علیہ الرحمہ سے ملاقات کے بعد یہ احساس ہوتا تھا کہ ہم نے کسی بزرگ سے ملاقات کیا ہے سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُغْدُوَ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنْ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ" عالم بنو یا طالب علم بنو یا اس سے

نفع حاصل کرنے والا بنو یا ان سے محبت کرنے والا بنو پانچواں مت بنو کہ ہلاک ہوجاؤ گے''۔

حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے مکمل مصداق تھے حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جب کبھی کسی جلسہ وکانفرنس یا مجالس دینیہ میں تشریف لے جاتے تھے تو آپ کو تقریر یا پند ونصیحت کے لیے جو وقت دیا جاتا تھا آپ اس میں گفتگو فرماتے تھے اور پند ونصیحت کی جو باتیں بتاتے تو اس میں ایک عجیب قسم کی کیفیت ہوتی تھی اور پوری محفل میں خاموشی چھاجاتی تھی اور لوگوں کی آنکھیں آپ کی تقریر وگفتگو اور پند ونصیحت کو سن کر اشکبار ہوجاتی تھی اور لوگ اپنی پوری توجہ کو آپ کی طرف مرکوز کردیتے تھے آپ کی تقریر وگفتگو میں رب قدیر نے یہ تاثیر عطا فرمایا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ دیکھنے میں اس طرح کے لگتے نہیں تھے جس طرح سے آپ محفلوں میں پند ونصیحت سے لبریز ولبالب گفتگو فرماتے تھے اور آپ دیکھنے میں ولی و بزرگ اس لیے نہیں لگتے تھے کہ آپ کے اندر مجذوب والی صفات موجود تھی کہ دیکھنے میں کچھ تھے اور حقیقت میں الگ تھلگ تھے جسے سمجھنا مشکل تھا عاجزی وانکساری آپ میں حد تواتر تک موجود تھی حلم وبردباری آپ میں پائی جاتی تھی۔

مجھ کو زر چاہیے نہ گوہر چاہیے
میرے مزمل ملت تری اک نظر چاہیے
غمگینوں آؤ مزمل ملت کے دربار میں
گر دعاؤں میں تجھ کو اثر چاہیے

آپ کے فیوض و برکات کا سر پہ بادل شہا
ایک دو سہ پل نہیں عمر بھر چاہیے
بغض و عناد مزمل ملت کے کنبہ سے رکھتے ہیں جو
خیر و بھلائی ان کو نہیں صرف شر چاہیے

تو حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جب گھر سے نکل کر کہیں باہر جاتے تھے آپ کی نگاہ بالکل نچی ہوتی تھی اِدھر اُدھر کی بیہودہ بے حیائیوں والی چیزوں کی طرف آپ نظر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں تھے اور اپنے دھیان میں آپ چلتے رہتے تھے، یہی بزرگوں کی عادت کریمہ ہوتی ہے اور مرد مومن کی شان ہوتی ہے کہ نگاہ نیچی کرکے چلے اور زبان کی حفاظت کریں کیونکہ زبان کو دودھاری تلوار کہا گیا ہے اس لیے زبان کی بھی حفاظت اشد ضرورت ہے، اس لیے شاعر کہتے ہیں:

فقیروں سے نہ الجھو ان کی دنیا ہی نرالی ہے
یہ گدری میں رہتے ہیں مگر گوہر لٹاتے ہیں

اللہ رب العزت نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ" (سورۃ العصر آیت ۳)

ترجمہ: مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

یعنی ایمان وعمل صالح کی ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں یہ لوگ بفضل الٰہی ٹوٹے میں نہیں ہیں کیونکہ ان کی جتنی عمر گزری نیکی اور طاعت

میں گزری تو وہ نفع پانے والے ہیں'' حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کو پنڈ واشریف میں بھی ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا اور یہ مقام آپ ہی سے نہیں بلکہ آپ کے جد امجد و مورث اعلیٰ حضور سید مفیض الدین علیہ الرحمۃ والرضوان المعروف حضور صوفی ملت کے دور سے اور اب تک جاری ہے اور آج اس مقام پر آپ علیہ الرحمہ کے بڑے بیٹے پیر طریقت رہبر شریعت عالم نبیل فاضل جلیل صوفی باصفا حضرت علامہ ومولانا سید خالد حسین رفاقتی صاحب قبلہ فائز ہیں اور اپنے اباء واجداد کے طریقے پر پوری ذمہ داری کو نبھا رہے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب قدیر تا قیامت اس کی اولادوں میں یہ سلسلہ جاری رکھیں آمین۔ حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ ہمیشہ عاجزی وانکساری میں رہ کر ہی اپنی پوری زندگی کو گزارے کبھی بھی گھمنڈ وتکبر میں آپ نہیں رہتے تھے اور نہ ہی فاخرانا لباس وغیرہ کو پسند کرتے تھے بلکہ بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ہی زندگی گزار دیے حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ اعمال صالحہ کرنے کے معاملے میں سبقت کرتے تھے اور اپنے مریدین ومعتقدین کو اعمال صالحہ کرنے کی تاکید بھی کرتے تھے اعمال صالحہ کرنے والوں کے متعلق اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (سورۃ البقرۃ آیت ۸۲) ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

حضرت عبد الرحمن السعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز

ہیں، وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لائے، وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور اعمال صالحہ کئے اور یہ اعمال مندرجہ ذیل دو شرائط کے نظیر اعمال صالحہ کے زمرے میں نہیں آتے۔

۱۔ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں، اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ نجات اور فوز وفلاح کے مستحق صرف نیک کام کرنے والے اہل ایمان ہیں، اور ہلاک ہونے والے جہنمی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں (تفسیر السعدی)

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کی خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
جلا سکتی کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کی ذات بابرکت کو سمجھنا آسان نہیں ہے آپ کا مرتبہ ومقام نہایت ہی بلند وبالا ارفع واعلی ہے اور کیوں نہ ہو آپ علیہ الرحمہ کو جو صحبت ونسبت حاصل تھی وہ کسی عام آدمی کی نہیں یا کسی عام عالم ومولوی کی نہیں بلکہ عمدۃ العارفین وزبدۃ السالکین حضور سید یوسف ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت ونسبت حاصل تھی

اور صحبت کے تعلق سے حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند۔

نیکوں کی صحبت میں رہو گے تو نیک بنو گے اور بروں کی صحبت میں رہو گے تو برا بنو گے، اور سرکار مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا، (مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ)، جو جس قوم کے ساتھ مشابہت رکھے وہ اسی میں سے ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(اقبال)

سرکار دو عالم ﷺ نے ولیوں کی یہ پہچان بیان فرمائی ہیں، (اَلَّذِيۡنَ اِذَا رَءُوۡا ذُكِرَ اللّٰه) یعنی جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، عارفین نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ اولیاء اللہ کی صحبت میں بیٹھ کر انسان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور دنیاوی فکروں کی کمی محسوس ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی محبت وخشیت اور اخلاص و احسان اور زہد وتوکل جیسی روحانی و ایمانی صفات انسان کے اندر کامل اولیاء اللہ کی صحبت کی برکت سے پیدا ہوتی ہیں۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں حضور سید مزمل ملت علیہ الرحمہ کی فیوض و برکات سے مستفیض عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

شجرہ طیبہ

اے خدا وند تو ذات کبریا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
میں ہوا ہوں سخت زار اس بند محبت میں اسیر
کھول دے مشکل علی مرتضیٰ کے واسطے
خواجہ بصری حسن کا نام لیتا ہوں شفیع
شیخ عبد الواحد اہلِ بقا کے واسطے
فضل کر مجھ پر طفیل خواجہ ابن عیاض
شاہ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
حضرت خواجہ حذیفہ کے لیے ٹک رحم کر
اور ہُبیرہ بصریہ صاحب رضا کے واسطے
خواجہ ممشاد کی خاطر میرا دل شاد کر
شیخ ابو اسحاق قطب چشتیا کے واسطے
خواجہ ابدال احمد بو محمد مقتدیٰ
خواجہ یوسف صاحب صفا کے واسطے
خواجہ مودودِ حق اور خواجہ حاجی شریف
خواجۂ عثمان اہل اقتدیٰ کے واسطے

والی ہندوستاں خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدین قطب اتقیاء کے واسطے
کام کر شیریں طفیل حاجی گنج شکر
اور نظام الدین محبوب الٰہی رہنما کے واسطے
دل کو روشن کر طفیلِ شاہ نصیر الدین چراغ
اور کمال الدین کمالِ اصفیاء کے واسطے
دور ہو ظلمت سراج الدین دنیا کی تمام
اور علم الحق دین علم الہدیٰ کے واسطے
حضرت محمودراجن سرورِ دنیا و دین
اور جمال الدین حسن صاحب صفا کے واسطے
شیخ حسن کے واسطے خواجہ محمد کے طفیل
حضرت یحییٰ منیری مقتدیٰ کے واسطے
حل بھی کر مشکل طفیل شہ کلیم اللہ ولی
اور نظام الدین مقبولِ خدا کے واسطے
دین و دنیا کا وسیلہ پیر عالم فخر دیں
حضرت شاہ عظیم رہنما کے واسطے
حضرت حسنو محدث دوجہاں کے دستگیر
قبلۂ حاجات و کعبہ مدعا کے واسطے

رہنمائے سالکاں و پیشوائے عارفاں
شاہ شرف الدین شہید باصفا کے واسطے
نَجِّنَا مِنْ کُلِّ سُوْئٍ وَ اَعْطِنَا صِدْقَ الْیَقِیْن
حضرتِ شاہِ زبیر باںقا کے واسطے
بلبل باغِ ولایت خواجۂ قسم علی
گوہر دریائے وحدت بے بہا کے واسطے
خواجہ عبد الرشید عرف بابو لکھنوی
خاک پائے اولیاء بے ریا کے واسطے
ہو عطا ایمانِ کامل عاقبت بھی ہو بخیر
حضرت صوفی مفیض الدین اہل اتقیاء کے واسطے
بخش دے اپنی محبت ما سوا کردے قطع
نادم یوسف حقیر و بینوا کے واسطے
ہو عطا صدق و صفا صبر و رضا میرے خدا
صوفئ سید مزمل حسین یوسفی باصفا کے واسطے
ہو عطا مکمل ایمان آخرت بھی ہو بخیر
علامہ صوفی سید غلام حسنین ملت کے واسطے
دین و دنیا کی ہمیں برکات دے برکات سے
حضرت سید مولانا خالد حسنین یوسفی کے واسطے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرۂ مبارکہ ہر روز بعد نمازِ صبح ایک بار پڑھ لیا کریں بعدہ درود غوثیہ سات بار، الحمد شریف ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ شریف سات بار، پھر درود غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ عظام کی ارواحِ طیبہ کی نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہیں تو اس کے لیے دعائے عافیت وسلامت کریں ورنہ اس کا نام بھی شامل فاتحہ کریں۔

درود غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَآلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

پنج گنج قادری

بعد نمازِ صبح یَا عَزِیْزُ یَا اللہ۔ بعد نماز ظہر یَا کَرِیْمُ یَا اللہ۔ بعد نمازِ عصر یَا جَبَّارُ یَا اللہ۔ بعد نمازِ مغرب یَا سَتَّارُ یَا اللہ۔ بعد نمازِ عشا یَا غَفَّارُ یَا اللہ۔

سب سو ۱۰۰، سو ۱۰۰ بار، اول وآخر تین بار درود شریف۔ اس کی مداومت سے بے شمار برکاتِ دین ودنیا ظاہر ہوں گی۔ نیز بعد نمازِ فجر قبل طلوعِ آفتاب اور بعد نمازِ مغرب دس بار۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

دس بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ۔

دس بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

دس بار۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔ اس کی مداومت سے سب کام بنیں گے، دشمن مغلوب رہیں گے۔

علم کیا ہے اور مقام علما کیا ہے؟

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْعِلْمُ نُوْرٌ، علم نور ہے

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ، علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

عربی لغت کے مطابق علم کی تعریف، لفظ علم کا معنی ہے (ادراک الشی بحقیقتہ) یعنی کسی شئی یا چیز کی حقیقت کو جان لینا۔ اردو زبان میں لفظ علم کا معنی ہے جاننا، واقفیت، آگاہی حاصل کرنا، علم کی اصطلاحی تعریف، ہر اہل علم وفن نے اپنے علمی وفنی ذوق، مہارت اور پس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے علم کی تعریف وضع کی ہے، بعض نے کہا کہ علم ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعے اشیا کے حقائق کی معرفت اور حقیقت کا ادراک ہوتا ہے، بعض نے کہا کہ علم، عالم اور معلوم کے درمیان صفت اضافیہ کا نام ہے، بعض نے کہا کہ کسی شے کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا علم ہے، متکلمین نے کہا کہ عالم کے ذہن میں کسی چیز کا انکشاف علم ہے، محدثین کی اصطلاح میں علم کی تعریف

ملا علی قاری لکھتے ہیں علم، مومن کے قلب میں ایک نور ہے جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے، یہ علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال اور احوال کے ادراک کا نام ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، افعال اور اس کے احکام کی ہدایت حاصل ہوتی ہے یہ علم کسی انسان کے واسطے سے حاصل ہو تو کسبی ہے اور اگر بلا واسطہ حاصل ہو تو لدنی ہے۔ علم لدنی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وحی (۲) الہام (۳) فراست

۱۔ **وحی** کا لغوی معنی ہے سرعت سے اشارہ کرنا اور اصطلاح میں وحی وہ کلام الٰہی ہے جو نبی کی طرف حضرت جبریل امین علیہ السلام کے واسطے سے نازل کیا جائے۔

۲۔ **الہام** کا لغوی معنی ہے ابلاغ اور اصطلاح میں وہ علم حق ہے جس کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر القاء کرتا ہے اور انہیں امور غیبیہ پر مطلع فرماتا ہے۔

۳۔ **فراست** وہ علم ہے جس میں ظاہری صورت کو دیکھ کر امور غیبیہ منکشف ہوتے ہیں۔

الہام میں ظاہری صورت کا واسطہ نہیں ہوتا بلا واسطہ کشف ہوتا ہے اور فراست میں ظاہری صورتوں کا واسطہ ہوتا ہے، الہام اور وحی میں فرق یہ ہے کہ الہام وحی کے تابع ہوتا ہے جب کہ وحی الہام کے تابع نہیں ہوتی۔ وحی سے حاصل ہونے والا علم قطعی ہوتا ہے، ان تمام تعریفات کے مطابق علم کسی چیز کو اس کی حقیقت کے حوالے سے جان لینے کا نام ہے یعنی علم ایک ایسا تصور اور ذہنی قضیہ ہے جو عالم خارج میں موجود کسی نہ

کسی حقیقت کو جان لینے سے عبارت ہے۔ علم یقین دلائل سے حاصل ہوتا ہے عین الیقین مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور حق الیقین تجرد سے واصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اسلام علم پر اس قدر زور دیتا ہے کہ کسی سطح پر جہالت کو گوارا نہیں کرتا۔ قرآن نے علم کو انسان کی امتیازی خصوصیت قرار دیا ہے عالم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ علم روشنی ہے اور جہالت تاریکی ہے۔ علم ہدایت ہے اور جہالت گمراہی ہے، علم انسان میں احساس بندگی کو اجاگر کرتا ہے اور اس کے اندر سے احساس برتری اور غور و فکر کو ختم کر دیتا ہے اسلام میں علم کی بہت زیادہ اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی مقدس کتاب کے ذریعے جس کلام کو انسانی رابطے کا نقطہ آغاز قرار دیا اور جہاں سے ہدایت ربانی عالم انسانی کی طرف اترنا شروع ہوئی اس کا پہلا پیغام علم ہی تھا، سورۂ علق کی پہلی پانچ آیات میں پڑھنے کا ہی حکم دیا گیا تھا جو اس بات کا مظہر ہے کہ مذہب اسلام اول تا آخر علم کا پیغام دیتا ہے، علم اور علماء کے فضائل بے شمار ہیں، اور ان دونوں کے بغیر انسان کی زندگی مفلوج ہے، علم کی اہمیت پیشِ نظر ہوگی تو علماء ربانیین کی قدر ممکن ہوگی۔ علم نہیں تو علماء کی قدر کس طرح ہوگی سب سے پہلے علم کے معنی سمجھئے، علم جہل کی ضد ہے علم کا معنی جاننا، متکلمین کے نزدیک علم کی تعریف یہ ہے: یہ صفت جس کے ساتھ قائم ہو اس کے نزدیک ذکر کردہ چیز منکشف (یعنی ظاہر) ہو جائے، عقل سے جو چیز معلوم ہو اسے علم کہتے ہیں۔

حواس سے جو چیز معلوم ہو اسے شعور کہتے ہیں علم حاصل کرنے کے تین اسباب ہیں۔
۱۔ سچی خبر سے۔ ۲۔حواس کی سلامتی سے۔ ۳۔اور عقل سے

(نعمۃ الباری جلد ۱ ص:۲۹۸)

علم کی فضیلت کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرٌ (المجادلۃ آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ تمھارے ایمان والوں کے اوران کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اورحدیث پاک میں ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ (رواہ بخاری، مسلم مشکوٰۃ)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانِ مصطفیٰ حضور پرنور احمد مجتبیٰ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر (بھلائی) کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کا دانا (یعنی فہم، سمجھ، بوجھ) عطا فرماتا ہے۔ (مسلم شریف حدیث:۷ ۱۰۳)

علماء کی فضیلت قرآن عظیم کی روشنی میں " فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل: ۴۳) ترجمہ: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

علما کی شان میں فرامین مصطفیٰ ﷺ

۱۔فرمایا بروز قیامت امت محمدی کے علماء میں سے ایک عالم کو لایا جائے گا تو اللہ رب العزت حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا اس کا ہاتھ پکڑ اور نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاؤ اور آپ اس وقت حوض کے کنارے لوگوں کو برتنوں میں پانی پلاتے ہوں گے، پس حضرت جبرائیل علیہ السلام اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضور پرنور ﷺ کے پاس لائیں گے پس رسول کریم ﷺ اٹھ کر اسے اپنے دست مبارک سے چلو سے پلائیں گے تو لوگ عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں برتنوں سے پلایا اور عالم کو اپنے چلو مبارک سے تو حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے اس لیے کہ لوگ دنیا میں تجارت کے ساتھ مشغول رہے اور علماء علم کے ساتھ مشغول رہے (قرۃ الابصار اردو ترجمہ دقائق الابصار، ص:۱۸۵)

دوسری حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف ایسے عالم دین کے پاس بیٹھو جو تمہیں پانچ چیزوں کی طرف بلاتا ہو، شک سے یقین کی طرف، ریا سے اخلاص کی طرف، دنیا کی خواہش سے زہد کی طرف، تکبر سے تواضع یعنی عاجزی کی طرف، اور دشمنی سے خیر خواہی کی طرف، (احیاء العلوم جلد ۱ ص:۲۸)

قرآن عظیم میں اس دنیا کو بنانے کا مقصد واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (پ۲۷، الذٰریٰت: ۵۶) ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

چنانچہ تمام عالم کو رب العالمین کی معرفت حاصل کرنے اور اس کی عبادت کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور اس بات کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ کسی بھی چیز کی معرفت حاصل کرنی ہو تو اس چیز کے ماہرین سے معلومات حاصل کی جاتی ہے اور اس چیز کے بارے میں اسی کے ماہرین درست ہدایت فراہم کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مخلوق کو خالق کی پہچان وہی ماہر شخص کروا سکتا ہے جو اس ذاتِ پاک کی صحیح طور پر معرفت رکھتا ہو اور اس ذات پاک کے بارے میں براہین و دلائل کے ساتھ علم رکھنے والا ہو اور جس شخص میں یہ صفت پائی جاتی ہیں اسے دین اسلام میں عالم کا لقب دیا گیا ہے علماء عظام وہی ہستیاں ہیں جو اللہ رب العزت کی پہچان حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ علماء کرام اللہ رب العزت کی کتاب قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ کے پاکیزہ فرمان کو سیکھ کر سمجھ کر آگے ہم تک پہنچاتے ہیں، چاہے وہ بیان کی صورت میں ہو یا کتاب کے ذریعے ہو نصیحت ہو یا وعظ الغرض ہم عام لوگوں کو، نا جاننے والوں کو علم نا ر رکھنے والوں کو اللہ پاک اور اس کے دین کی صحیح اور سچی معرفت یہ ہی علمائے کرام دلاتے ہیں، اسی لیے علمائے عظام کو اللہ رب العزت نے بہت فضیلت عطا فرمائی ہے کہ بغیر علمائے عظام کے مقصد حیات باقی نہیں رکھ سکتا کہ بغیر ان کے اللہ پاک کی صحیح اور درست پہچان حاصل ہونا اور حاصل کرنا یہ سب ناممکن ہو جائے۔ علمائے کرام کی فضیلت پر کئی آیات کریمہ اور احادیثِ مبارکہ موجود ہیں جس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علمائے کرام کا مقام اللہ پاک کے ہاں بہت فضیلت والا ہے چنانچہ علمائے کرام کی فضیلت پر مبنی چند احادیث مصطفیٰ ملاحظہ کیجیے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت

کے دن علماء کی دواتوں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تو وزن کیا جائے گا روشنائی ان کی دواتوں کی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی (جامع بیان العلم وفضلہ، باب تفضیل العلماء علی الشہدا اص:۴۸، حدیث:۱۳۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقِیْہٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (رواہ الترمذی، ومشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے، حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا ایک ان میں سے عابد تھا دوسرا عالم تو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے والوں پر خدائے تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز زمین و آسمان کے رہنے والے یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں، اللہ پاک نے علمائے کرام کو بہت شان و شوکت سے نوازا ہے قرآن و حدیث میں علمائے عظام کے فضائل بیان کیے گئے ہیں جن کو پڑھنے سے علما ربانیین کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: انسان کون ہے؟ فرمایا علمائے کرام، حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر عالم کو انسانوں میں شمار نہ فرمایا کیونکہ علم ہی وہ

خصوصیت ہے جس کی وجہ سے انسان تمام جانوروں سے ممتاز ہوتے ہیں، قرآن عظیم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَالْمَلاَئِكَةُ وَأُولُواْ الْعِلْمِ قَآئِمَاً بِالْقِسْطِ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پ ۳ آل عمران: ١٨)

ترجمہ: اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہوکر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا حکم والا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم بڑی عزت والے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ بنایا، فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علماء انبیاء کے وارث ہیں اس سے پتہ چلا کہ جس طرح نبوت سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہیں اسی طرح نبوت کے وارث سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں۔

اقوال بزرگان دین کسی دانا کا قول ہے عالم کی وفات پر پانی میں مچھلیاں اور ہوا میں پرندے روتے ہیں عالم کا چہرہ اوجھل ہوجاتا ہے لیکن ان کی یادیں باقی رہتی ہیں، منقول ہے کہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو جو وصیت فرمائیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ بیٹا علما کی صحبت میں بیٹھا کرو اپنے زانوں کو ان کے زانوں سے ملادو کیونکہ رب تبارک وتعالیٰ نورِ حکمت سے دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسے زمین کو مسلسل بارش سے (احیاء العلوم، جلد ا ص: ۵۴)

حاصل کلام دنیا کی ہر چیز فانی ہے، ہر کمال کو زوال ہے ہر آباد کو برباد ہونا ہے رات کے ساتھ دن، روشنی کے ساتھ تاریکی، غریبی کے ساتھ امیری، تندرستی کے ساتھ بیماری غرض یہ کہ دنیا کی ہر چیز ختم ہوجائے گی لیکن علم ایک ایسی دولت ہے جو کبھی ختم

نہیں ہوتی، علم ایک ایسا نور ہے جو جہالت تک کی تاریکی کو دور کرتا ہے اور انسان کو گناہوں کے اندھیرے میں بھٹکنے سے بچاتا ہے، علم ایک ایسی نیکی ہے جو ہمیشہ انسان کا نام قائم رکھتی ہے یہ صدقہ جاریہ ہے، علم کا حاصل کرنا اور اسے پھیلانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے: علم خزانے کی کنجی ہے ہر مسلمان کے ساتھ ساتھ دین کا علم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ دین کا علم ہی اصل علم ہے، اس بارے میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ عوام کے لیے لازم وضروری ہے کہ وہ تمام فرائض وواجبات، سنن وآداب، تمام مکروہات ومحرمات کا علم حاصل کریں اور خواص کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکام شریعہ کی تمام فروعات قرآن عظیم کی صریح عبارات، دلالت اشارات ان سب علم کو حاصل کریں، یہاں علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا ہر بندہ کے لیے ضروری ہے جسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی وحدانیت، اس کے رسول کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا اس لیے کہ ان چیزوں کا علم فرض عین ہے اور فتویٰ واجتہاد کے رتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے تب ہی تو علمائے ربانین کا مقام بلند وبالا ارفع واعلیٰ ہے۔

جب علم ہی نہیں تو عمل کیا ہوگا
جس بیاں بان میں شجر ہی نہیں تو پھل کیا ہوگا

ایک نظر کیجئے ذرا ادھر شہزادۂ حضور یوسف ملت حضرت علامہ و مولانا حافظ وقاری حضور سید غلام حسنین ملت کی حیات طیبہ پر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"فِیۡہِ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ" اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو یعنی متقین کو۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے ان کے زوور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
(اقبال)

مزین سینہ رہتا ہے صدا عشق الٰہی سے
ولی اللہ اپنی شان کا دعویٰ نہیں کرتے

ولی اللہ وہ سچے اور مخلص مومن ہوتے ہیں جو اطاعت اور تقوی اختیار کر کے اللہ کا قرب حاصل کر لیتے ہیں ولی اللہ دنیاوی لالچ سے بے نیاز ہوتا ہے اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے خاموشی اور عاجزی اختیار کرتا ہے اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے نہ کہ اپنی طرف اس کا دل اللہ کی یاد میں ڈوبا ہوتا ہے اور وہ اللہ کی محبت میں سرشار ہوتا ہے، ان کے لیے سب سے بڑی دولت اللہ کی رضا ہوتی ہے اور وہ دنیاوی مفاد کے لیے کچھ نہیں کرتے، ان ہی نفوس قدسیہ میں سے ایک پیر طریقت رہبر راہ شریعت شہزادۂ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات تھی (نام ونسب) آپ کا نام، سید غلام حسنین،

نسب، سید غلام حسنین ابن حضور سید یوسف ملت وابن حضور سید مفیض الدین علیہ الرحمہ المعروف حضور صوفیٔ ملت پیر طریقت حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ایک جید وتبحر عالم دین تھے اور قرآن عظیم کے بہترین حافظ وقاری بھی حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ بہت کم عمر میں ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملے ہیں مگر حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کو جتنی بھی عمر ملی تھی اسی عمر میں آپ نے علم دین کو بھی حاصل کیا اور حصول علم دین کے بعد آپ اپنی باقی عمر کو اپنے اب واجداد کے طریقے کے مطابق دین متین کی نشر واشاعت اور ذکر واذکار میں مشغول ہو گئے اور اپنے وقت کے غازی کی طرح بنگال و بہار و بنگلہ دیش اور دیگر بیرونی جگہوں پر بے حد دورا کئے اور وقوم وملت کے لوگوں کو راہ راست پر چلنے کے لیے جس جگہ جس طرح کی ضرورت درپیش آئی اس چیز کی طرف لوگوں کو دھیان کرائے کہ آپ لوگ اس طرف توجہ دیں اس میں آپ لوگوں کے لیے بھلائی ہے جہاں خانقاہ کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں آپ نے خانقاہ کی بنیاد ڈال دی تا کہ لوگ خانقاہ سے جوڑے رہے اور راہِ راست پر چلتے رہے جہاں جلسہ کے ذریعے لوگوں کی بھلائی سمجھ میں آئی وہاں آپ نے جلسہ کی بنیاد رکھ دی تا کہ لوگ دین کے کاموں سے جوڑے رہے اور دین کی باتیں سن کر عبرت حاصل کریں اور ایک کامل انسان کی طرح زندگی گزارے اور جہاں آپ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال کرنے کو مناسب سمجھا کہ یہاں لوگوں کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کشف وکرامت سے آشنا کرایا جائے وہاں آپ نے حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب نسبت کر کے جھنڈائے غوث پاک کو نصب فرما دیئے اور اس بات کا پیغام دیئے کہ اس غوث اعظم کے جھنڈا سے اکتساب فیض حاصل کرنا اور

جب کوئی پریشانی یا مصیبت آجائے اور اس کا کوئی حل نہ نکلے تو کہیں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ حضور غوث اعظم کے جھنڈے کے پاس آکر اپنی تمام پریشانی و حاجت کے لیے دعا مانگنا سرکار غوث اعظم کے صدقے تمہاری تمام پریشانیاں دور ہوجائے گی اور تم لوگ کامیاب ہوجاؤ گے لوگوں نے بھی اس بات کو سمجھا اور پیر طریقت رہبر راہِ شریعت حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کی بات پر عمل کیے اور آج ان جگہوں کے لوگ شاد بھی ہیں اور کامیاب بھی ہیں آپ صرف عالم دین وحافظ وقاری ہی نہیں بلکہ آپ علیہ الرحمہ کی ذات ولی ابن ولی تھے اور آپ کے والد ماجد بھی ولی ابن ولی تھے آپ علیہ الرحمہ اپنے وقت کے ایک مائے ناز عالم دین تھے آپ کے علم کی شہرت چاروں طرف اس وقت گونج رہی تھی اور جگہ جگہ کے لوگ آپ کے علم وعمل سے متاثر تھے اور آپ کی گفتگو سننے کے متمنی ہوتے تھے کیونکہ آپ کی گفتگو علم سے لبریز ولبالب ہوتی تھی اور لوگ آپ کی گفتگو سے اکتساب فیض حاصل کرتے تھے حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کو اللہ رب العزت نے جو علم عطا فرمایا تھا اس کا بھی کوئی جواب نہیں تھا اس سے آپ اندازہ کریں کہ کس معار کے آپ عالم دین تھے اور قرآن وحدیث کے رموز سے واقف تھے اور آپ علیہ الرحمہ جب عملیات کے میدان میں اترے تو عملیات میں بھی اتنا رب نے مقام عطا فرمایا تھا اس کی مثال پیش کرنے سے مجھ عبد خاکسار کی زبان وقلم قاصر ہے۔

مجھ سے پوچھتے ہو رتبہ سید غلام حسنین ملت کا
ہے فرشتوں میں بھی چرچا سید غلام حسنین ملت کا
حضرت علی مشکل کشا خیبر شکن جد کریم
مجتبیٰ پیارے ہیں نانا سید غلام حسنین ملت کا

دیکھتے ہی عشق کی آنکھیں منور ہوگئیں
کتنا ہے پرنور روضہ سید غلام حسنین ملت کا
دیکھتے ہی بھاگ جاتے ہیں سبھی جن و آسیب
پر اثر کتنا ہے ذُرہ سید غلام حسنین ملت کا
معزز اتنی ہوئی ہے جو گواباڑی کی زمین
بالیقین عبد خاکسار ہے صدقہ سید غلام حسنین ملت کے کنبہ کا

حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ رشد وہدایت کے رہنما اور شیخ طریقت کی حیثیت رکھتے تھے، آپ علیہ الرحمۃ والرضوان بہت بڑے پرہیزگار ومتقی انسان تھے ایسے نفوس قدسیہ کے تعلق سے رب قدیر نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا "هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" ہدایت ہے متقی کے لیے، اگرچہ قرآن عظیم کی ہدایت ہر ناظر کے لیے عام ہے مومن ہو یا کافر جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا "هُدًى لِّلنَّاسِ" لوگوں کے لیے ہدایت، لیکن چونکہ انتفاع اس سے اہل تقویٰ کو ہوتا ہے، اس لیے "هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ" ارشاد ہوا جیسے کہتے ہیں بارش سبز کے لیے ہے یعنی منتفع اس سے سبز ہوتا ہے اگرچہ برستی کلر ورزمینِ بے گیاہ (بیکار وبنجر) پر بھی ہے تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا، اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، متقی وہ ہے جو شرک وکبائر وفواحش سے بچے، بعض نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے، بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے، بعض نے کہا: تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا، ایک قول یہ بھی

ہے کہ تقویٰ حضور علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے، (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل یعنی اصل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں، تقویٰ کے مراتب بہت ہیں عوام کا تقویٰ ایمان لاکر کفر سے بچنا، متوسطین کا اوامر ونواہی کی اطاعت، خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے (جمل) حضور عظیم البرکت نے فرمایا تقویٰ کی سات قسم ہیں:

(۱) کفر سے بچنا یہ بفضلہٖ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (۲) بدمذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔ (۳) ہر کبیرہ سے بچنا۔ (۴) صغائر سے بھی بچنا (۵) شبہات سے احتراز کرنا (۶) شہوات سے بچنا (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا، یہ اخص الخواص کا منصب ہے اور قرآن عظیم ساتوں مرتبوں کا ہادی ہے، حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اندر یہ ساری صفتیں کما حقہ موجود تھی جو تقویٰ پر محمول ہوتی ہے آپ تو اس طرح کے متقی و پرہیزگار تھے آج کے دور میں اس طرح کے متقی و پرہیزگا عالم دین وحافظ وقاری پیرومرشد شاذ ونادر کے برابر نظر آتے ہیں اور بہت سے پیر تو ابھی کے وقت میں عالم ہوتے ہی نہیں ہے اور آپ علیہ الرحمہ کی پرہیزگاری اور تقویٰ طہارت اور علم وعمل کا تو جواب ہی نہیں، حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کا یہ مقام و مرتبہ کیوں نہ ہو آپ تو بچپن ہی سے علمی ماحول میں رہے تھے اور علمی ماحول میں پرورش بھی پائے تھے، خاص طور سے آپ پر آپ کے والد ماجد حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ کی خصوصی نگاہ ودعا تھی اور آپ علیہ الرحمہ اپنے پیرومرشد کے یہاں جاکر تعلیم وتربیت حاصل کئے تھے تو آپ پر آپ کے مرشد برحق کا بھی کرم خاص تھا، حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ "اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" طہارت حاصل کرنا آدھا ایمان ہے، اس حدیث کے مکمل مصداق تھے یعنی آپ ظاہراً بھی پاک وصاف تھے

اور قلب باطن کو بھی تمام تر برائیوں سے محفوظ کررکھے تھے، آپ اس طرح کے کامل و اکمل پیرو بزرگ تھے آپ (اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ) استقامت کرامت پر بھاری ہے، کے مکمل حامل تھے اور آپ علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنے مریدین ومعتقدین کو امر بالمعروف کا حکم دیتے تھے اور نہی عن المنکر سے روکتے تھے اور اگر کوئی اس کے خلاف کسی کام کو انجام دیے دیتا تو آپ علیہ الرحمہ اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے تھے اور بعد میں پھر اسے سنجیدگی سے سمجھاتے تھے کہ شریعت جن کاموں کو کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے اسے نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہمیں وہی کام کرنا چاہیے جس کے کرنے کی اجازت ہمیں شریعت کی جانب سے ملتی ہیں، یہ حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کی ذات تھی جو ہمہ وقت قوم وملت کے لوگوں کو (اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ) پر چلاتے تھے اور ہمیشہ چلنے کے لیے پند ونصیحت کرتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مکمل طور پر کشف وکرامات کے حامل تھے آپ کی دعا میں وہ تاثیر تھی کہ بہت سے بے اولاد لوگ آپ کی دعا کی برکت سے صاحب اولاد ہوگئے تھے حضرت علامہ حافظ وقاری حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ جیسے نفوس قدسیہ کے بارے میں اللہ رب العزت نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا (لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) (انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے)

اس خوشخبری سے یا تو وہ مراد ہے جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ کثیر احادیث میں وارد ہوا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ولی کا قلب اور اس کی روح دونوں ذکر الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں تو وقت خواب اس کے دل میں سوائے

ذکر و معرفتِ الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا، اس لیے ولی جب خواب دیکھتا ہے تو اس کی خواب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حق میں بشارت ہوتی ہے بعض مفسرین اس بشارت سے دنیا کی نیک نامی بھی مراد لی ہے، مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ سے عرض کیا گیا، اس شخص کے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ فرمایا: یہ مومن کے لیے بشارت عاجلہ ہے علما فرماتے ہیں کہ یہ بشارت عاجلہ رضائے الٰہی اور اللہ سے محبت فرمانے اور خلق کے دل میں محبت ڈال دینے کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کو زمین میں مقبول کر دیا جاتا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ ملائکہ وقت موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دیتے ہیں حضرت عطا کا قول ہے کہ دنیا کی بشارت وہ ہے جو مومن کو جان نکالنے کے بعد سنائی جاتی ہے کہ اس سے اللہ راضی ہے، اس کے وعدے خلاف نہیں ہوسکتے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسولوں کی زبان سے اپنے اولیا اور اپنے فرمانبردار بندوں سے فرمائے۔ حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ جیسی عظیم ہستیوں کے متعلق یہ بشارتیں ہیں اور حضور سید غلام حسنین ملت جیسے اللہ کے مقبول بندے کے بارے میں رب محبوب حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا فرمان ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں

مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب رب تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام کو بلا کر ان سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے ناراض ہوں تو تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر وہ آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ تو آسمان والے اس سے نفرت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لیے نفرت رکھ دی جاتی ہے (رواہ المسلم، کتاب البر و الصلۃ و الآداب)

حضرت علامہ حافظ و قاری حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کی ذات اس طرح کے احادیث مبارکہ کے مکمل مصداق تھے۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب قدیر ہمیں حضرت علامہ حضور سید غلام حسنین ملت علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت کا خلاصہ اوران سب کا باہمی تعلق

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"الحمد للہ رب العالمین" سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا"

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر
نہ مے کا ذکر نہ پینے کی بات کرتے ہیں
ہم اہلِ دل ہیں قرآن وحدیث کی بات کرتے ہیں

شریعت کالفظ (شرع) سے جب کہ طریقت کالفظ (طریق) سے ہے، دونوں الفاظ کے معنی راستہ ہے لیکن شریعت سے مراد وہ راستہ ہے جو چوڑا اور سیدھا ہو، جب کہ طریقت سے مراد وہ راستہ ہے جو تنگ اور خم دار ہو۔ اصطلاح دین میں شریعت سے مراد آخری نبی ﷺ کے اقوال ہیں اور طریقت سے مراد آپ کے افعال ہیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ شریعت سے مراد نبی کریم ﷺ کے جسمانی حالات ہیں اور طریقت سے مراد آپ کی قلبی وارادات ہیں یونہی ظاہری فقہ کا نام شریعت ہے اور باطنی فقہ کا نام طریقت، دین اسلام اللہ تک پہنچنے کا ایک زینہ ہے جس کے مختلف درجات ہیں، شریعت اس کا ابتدائی درجہ ہے طریقت، حقیقت اور معرفت درمیانی

درجے ہیں اور فقر (وحدت) اس کی انتہا ہے اوراس کی بنیاد عشق ہے اگر بنیاد مضبوط نہیں ہوگی تو عمارت بھی پائیدار نہیں ہوگی اور اگر کوئی درجہ کم ہوگا تو بھی منزل تک پہنچنا مشکل اور بعض اوقات ناممکن ہوجاتا ہے، حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عشق حقیقی کے پانچ درجے بیان کیے گئے ہیں: پہلا شریعت یعنی جمال محبوب کی صفت سننا تاکہ شوق پیدا ہو، دوسرا طریقت یعنی محبوب کی طلب کرنا اور محبوب کی راہ میں چلنا، تیسرا حقیقت یعنی ہمیشہ محبوب کے خیال میں رہنا، چوتھا درجہ معرفت یعنی اپنی مراد کو محبوب کی مراد میں محو کردینا۔ پانچواں وحدت یعنی اپنے فانی وجود کو ظاہر میں اور باطن میں بھی ختم کردینا اور صرف محبوب ہی کو موجودِ مطلق جاننا جب یہ پانچ مراتب پورے ہوجائیں تو کام ختم ہوجاتا ہے اور صرف محبوب کا عشق باقی رہتا ہے، عشق اور معشوق کی موج بحرِ عشق میں غرق ہوجاتی ہے، حضرت سلطان العارفین سخی سلطان باھو نے اپنی کتب میں شریعت، طریقت، حقیقت، اور معرفت کی اہمیت انکا باہمی ربط اور طالبانِ مولیٰ کو پیش آنے والے احوال تفصیلا بیان فرمائے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں علم شریعت ایک شرف ہے، طریقت ایک حرف ہے جس میں مشاہدۂ حق ہے اور معرفت مرتبہ حق الیقین ہے، شریعت دار السلطنتِ شاہ ہے، طریقت کو شریعت ہی سے راہ ہے، حقیقت کی طریقت ہی سے حق پر نگاہ ہے، اور معرفت براہِ حقیقت محرم سرّ اسرار اللہ ہے جو آدمی شریعت کے دائرے سے باہر قدم رکھتا ہے وہ استدراج کا شکار ہوجاتا ہے کہ یہ سراسر گناہ ہے کیونکہ باطن کی ہر راہ و ہر مقام شریعت ہی سے نکلتا ہے اور شریعت ہی میں واپس آتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے"

اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ" ترجمہ: انتہا ابتدا کی طرف لوٹ آنے کا نام ہے۔ شریعت کا شرف قرآن سے ہے اور قرآن کا شرف اسم اللہ ہے، کوئی چیز شریعت وقرآن و اسم اللہ سے باہر نہیں۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں، جان لے کہ شریعت قال ہے، طریقت افعال ہے، حقیقت احوال ہے اور معرفت وصال ہے، شریعت وطریقت کے درمیان غیر ماسوی اللہ کے ستر ہزار حجاباتِ اکبر ہیں جن میں سب سے بڑا حجاب وہ علم ہے جو کبر و ہوا کا سرچشمہ ہے، انسان جب تک انانیت اور کبر و ہوا سے پاک نہیں ہو جاتا مقامِ طریقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی طرح طریقت و حقیقت کے درمیان میں بھی کشف و کرامات کے ستر ہزار حجاباتِ اکبر ہیں جب تک انسان کشف و کرامات سے دست بردار نہیں ہو جاتا حقیقتِ حق تک ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ حقیقت و معرفت کے درمیان ستر ہزار صفاتی حجاباتِ اکبر ہیں، جب تک عارف عارفیتِ لباس معرفت سے جان نہیں چھڑا لیتا ہرگز مقامِ غرقِ نور اللہ میں نہیں پہنچ سکتا، مقامِ غرقِ نور اللہ اور مقامِ حتی قیوم بقا باللہ کے درمیان ستر ہزار حجاباتِ اکبر ہیں جب تک انسان اپنے جسم کو اسم اللہ کے تصور و تصرف میں غرق نہیں کر دیتا ہرگز بقا باللہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حیات دو جہاں سے سرفراز ہو سکتا ہے کہ اس مقام کو نعمت الٰہیہ کا مقام کہا گیا ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ (صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ) سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، یا ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام نازل ہوا، جان لے کہ ہر مقام پر قبض، بسط اور سکر کے احوال ہوتے ہیں مقامِ طریقت میں سکرات یعنی (باطنی) موت کا خطرہ بھی ہے اللہ ہمیں ناگہانی موت سے پناہ دے،

مبتدی، متوسط اور منتہی طالب کو چاہیے کہ جیسے ہی طریقت میں قدم رکھے تو اپنے تمام احوال کو سمجھ لے اور اپنی حفاظت کرے، جب اس پر مستی چھانے لگے تو درود شریف پڑھنا شروع کر دے تاکہ سلامتی پر رہ سکے شریعت سانس کی طرح ہے اور طریقت قدم کی طرح ہے، قدم اس وقت اٹھایا جاتا ہے جب سفر کی نیت بن جائے طریقت راستہ طے کرنے کے طریقے کو بھی کہتے ہیں راستہ میں پانی اور غذا کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ جان لبوں پر آجاتی ہے شریعت کشتی کی طرح ہے اور طریقت ایسے دریا کی طرح ہے جو ہر وقت طوفان نوح کی حالت میں رہتا ہے اور اس کی موجیں ہر چیز کو تہہ و بالا کر دیتی ہے ایسے وقت میں دستگیر مرشد کی ضرورت ہوتی ہے جو ہوا کی مثل ہوتا ہے اور طوفان موجوں کی مستی سے کشتی کو ڈوبنے اور خراب ہونے سے بچائے رکھنا ہے، جب طالب مولیٰ مقام شریعت پر ہو تو اس کے لیے شرائط یہ ہیں کہ شیطان کے شر کے خلاف چلے معرفت کا حکم دے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے شرمندگی محسوس کرے حلال کھائے سچ بولے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے علم دانش حاصل کرے، اپنے اردگرد فرض واجب سنت اور مستحب کے چار حصار قائم کرے اور اس قلعہ کے درمیان اللہ تعالیٰ کی توفیق کو اپنا ساتھی بنا کر عبادت کرے جب وہ ترقی کر کے مقامِ طریقت پر پہنچ جائے تو اس کے لیے شرط شطاری (مراد تیز رفتاری) ہے جس طرح شہباز کی پرواز کہ ادھر اڑا اور ادھر اپنے مطلوبہ کو حاصل کر لیا، مقام حقیقت میں شرط داراری میں اللہ کے سوا کچھ موجود نہیں جو کچھ ہو رہا ہے اسی کی طرف سے ہے ، اے میرے دوست، دم نہ مار کہ (خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ) خیر اور شر اللہ ہی کی طرف

سے ہے" اللہ کی مخلوق کے لیے خیر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور شر شیطان ہے، تو کس کی خواہش رکھتا ہے، مقام معرفت میں غم خواری ہے، معرفت کی شرط یہ ہے کہ جو جتنا عارف ہوتا ہے اتنا ہی عاجز ہوتا ہے جو آدمی ان چاروں مقامات کی حقیقت نہیں جانتا وہ بیل اور گدھے کی مثل ہے اور فقرا کے سلک سلوکِ تصوف سے بے خبر ہے، شریعت وطریقت کا باہمی تعلق، سوال یہ ہے کیا طریقت پر چلنے کے لیے شریعت پر چلنا ضروری ہے؟ یا طریقت، شریعت سے جدا کوئی الگ ہی راستہ ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ طریقت شریعت کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں بلکہ شریعت ہی کا تنگ و پیچیدہ راستہ ہے جن پر چلنا شریعت ہی پر چلنا ہے بلکہ طریقت کی اس مشکل راہ پر چلنے والوں کو شریعت کے آسان راستے پر چلنے والوں کے مقابلے میں احکامات کی زیادہ سختی اور پابندی جھیلنے کے علاوہ زیادہ عمل کرنے پڑتے ہیں، جہاں شریعت کا راستہ چھٹا وہاں طریقت بھی ہاتھ سے گئی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شریعت وطریقت دو راہیں، متباین نہیں (یعنی دونوں راستے الگ الگ یا ایک دوسرے سے جدا نہیں) بے اتباعِ شریعت، خدا تک وصول محال ہے، نہ بندہ کسی وقت کیسی ہی ریاضات ومجاہدات بجالائے اس رتبہ تک پہنچے کہ تکالیفِ شرع اس سے ساقط ہوجائیں، طریقت طاقت ہے تو شریعت غزا ہے طریقت نظر ہے تو شریعت آنکھ ہے، طریقت عمارت ہے تو شریعت بنیاد ہے، طریقت پھل ہے تو شریعت درخت ہے، جیسے غذا کے بغیر طاقت، آنکھ کے بغیر نظر، بنیاد کے بغیر عمارت، درخت کے بغیر پھل اور بالوں کے بغیر مانگ نہیں ہوسکتی ویسے ہی شریعت کے بغیر طریقت بھی باقی

نہیں رہ سکتی۔ شریعت وطریقت کی مثالیں، یاد رکھئے، طریقت کے سفر میں شریعت کی پابندی مزید بڑھ جاتی ہے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شریعت میں سخاوت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان فرض کے علاوہ صدقے ادا کرے اور طریقت میں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ صرف فرض پر قناعت نہ کرے، نوافل، صدقے بھی دے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: شریعت میں روزہ پیٹ اور دماغ کا ہوتا ہے مگر طریقت میں سارے اعضا کا انھیں گناہوں سے بچایا جائے، جھوٹی طریقت کے دعویدار بعض نام ونہاد طریقت کی پیروکاری کا ڈھونگ رچانے والے اور ابلیس کے ہتھیار یہ راگ الاپتے ہیں کہ ہم تو طریقت کے مسافر ہیں ہمیں شریعت سے کیا غرض (معاذ اللہ) ہم تو اپنا اور دوسروں کا باطن صاف کرتے ہیں ایسا کہنے والوں کا حلیہ عموماً دیکھنے جیسا بھی نہیں ہوتا، باطن کی صفائی کے ان دعوے داروں کو ظاہر کی صفائی کیے بھی طویل عرصہ گزر چکا ہوتا ہے اور بس، حق ھو کی ضربیں اور دم لگا لگا کر لوگوں کو بہکانے میں مصروف رہتے ہیں کہنے کو تو نمازیں مکہ، مدینہ، بغداد اور نہ جانے کہاں کہاں ادا کرتے ہیں لیکن طرح طرح کی نیازیں اپنے جھوٹے آستانوں پر ہی ہڑپ رہے ہوتے ہیں، سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طالب کو چار مرشدوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے، مرشد شریعت، مرشدِ طریقت، مرشدِ حقیقت اور مرشد معرفت۔ مرشدِ شریعت کون ہے جو طالب کو اسلام کی بنیادی ارکان کلمہ، حج، مال کی زکاۃ، روزہ اور نماز کی حقیقت سمجھا دے، مرشدِ طریقت کون ہے؟ جو طالب کی گردن میں اللہ کی بندگی کا طوق ڈال کر دونوں جہانوں سے بے نیاز

کردے۔ مرشدِ حقیقت کون ہے؟ جو طالب کو جانباز بنا کر اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی جان لینا سکھا دے، مرشدِ معرفت کون ہے؟ جو طالب کو اللہ تعالیٰ کے اسرار کا راز داں بنا کر صاحبِ سِرّ بنا دے۔ جو مرشد طالبِ مولیٰ کو ان مقامات تک نہیں پہنچاتا وہ جھوٹا اور دغاباز ہے (عین الفقر) ایک اور مقام پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عالم ،فاضل، قاضی، مفتی، حاکم اور بادشاہ شریعت کے مطابق ہزاروں لوگوں کی تفتیش کرتے ہیں لیکن ساری عمر اپنے نفس کی تفتیش ایک بار بھی نہیں کرتے، لیکن فقرا دن رات اپنے نفس کی تفتیش اور محاسبہ کرتے رہتے ہیں، اس تفتیش کے دوران عشق کا قاضی حکم دیتا ہے کہ نفس کو قتل کردیا جائے، محبت کا مفتی کہتا ہے کہ نفس کی گردن اڑا دی جائے ذکر فکر کا حاکم حکم دیتا ہے کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کے اخلاص کی زنجیروں سے قید کردیا جائے اور شریعت محمدی کی متابعت کا طوق اس کی گردن میں ڈالنے کا ارشارہ دیتا ہے مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جو دوسروں کے نفس کی تفتیش کرکے انھیں قید کے عذاب میں ڈالتے ہیں لیکن اپنے نفس کو بغیر تفتیش کیے بگاڑ دیتے ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے، میری امت پر ایک زمانہ ایسا بھی گزرے گا کہ جب وہ قرآن بھی پڑھیں گے اور مسجدوں میں نمازیں بھی ادا کریں گے لیکن ان کے دلوں میں ایمان نہ ہوگا اس طرح کے لوگ ابھی کے دور میں کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگوں میں شامل ہونے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال پانے کے لیے شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کی تمام منازل کو طے کرنا ضروری ہے، کسی ایک مقام پر ٹھہر جانا نقصان دہ ہے، جس طرح پانی ایک جگہ ٹھہر جائے تو گندہ

اور بدبودار ہوجاتا ہے اسی طرح روح بھی اگر کسی ایک مقام پر رک جائے تو نفس و شیطان کے شکنجے میں پھنس جاتی ہے، معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم براق پر سوار ہوئے ، جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے چلتے گئے عرش سے فرش تک دونوں جہاں آراستہ کیے گئے، اٹھارہ ہزار عالم کو پیراستہ کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھنے سے رک گئے اس سارے اہتمام کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نگاہ ذاتِ حق سے نہ ہٹائی چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے (مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی) بہکی نہیں آپ کی نگاہ نہ حد سے بڑھی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تمام اہتمام پر توجہ نہیں دی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو وہاں صورت فقر کا مشاہدہ کیا اور مراتبِ سلطان الفقر کی لذت سے لطف اندوز ہوئے، فقر نورِ الٰہی سے باطن کو معمور فرمایا اور قاب قوسین کے مقام پر اللہ تعالیٰ کے قرب و وصال سے مشرف ہوکر ذاتِ حق تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے پھر اس سے آگے بڑھ کر مقامِ فقر فنا فی اللہ میں داخل ہوئے، ملاقاتِ فقر سے غرق فنا فی اللہ مع اللہ ذات ہوکر رفیق فقر ہوئے اور محبت، معرفت، عشق، شوق، ذوق علم، حلم، جود و کرم اور خلق سے متخلق ہوئے، جیسا کہ فرمایا گیا ہے (تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ تَعَالٰی) اپنے اندر اخلاقِ الٰہیہ پیدا کرو۔ اس طرح کمالِ فقر پر پہنچ کر جب سارا دریائے توحید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہوگیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان درفشاں سے اس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا، فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے (محک الفقر کلاں) یہی وجہ ہے کہ راہِ فقر پر سفر کرنے والے طالبانِ مولیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اللہ کے دیدار، انتہائی قرب

ووصال کے حصول کے لئے کرتے ہیں وہ اللہ کو صرف اللہ کے لیے چاہتے ہیں اور اللہ سے اللہ کے سوا کچھ طلب نہیں کرتے وصالِ الٰہی پا لینے تک یہ طالبانِ مولیٰ اگر عبادات کی انتہا کر دیں تو بھی انہیں کافی نہیں سمجھتے ،فرشتوں کی طرح پاکیزہ ہو جائیں یا عالمِ ملکوت و جبروت کے روح پرور نظارے سامنے آجائیں تب بھی ان کی نظر اللہ سے نہیں ہٹتی، جب فقر کی انتہا پر پہنچ کر وصالِ الٰہی پالیتے ہیں تب کہتے ہیں ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے، انتہا پر پہنچ کر بھی (هَلْ مِنْ مَّزِيْد) کیا ابھی مزید اور کچھ ہے، کی صدا لگاتے ہیں اور ہر لمحہ قربِ الٰہی میں ترقی کرتے رہتے ہیں قربِ الٰہی کی جنت میں پہنچ کر نہ انہیں کوئی غم رہتا ہے نہ خوف، اللہ کی ان پر خاص مہربانی اور اللہ کی ذات کے لیے ان کے خلوص کے باعث شیطان انہیں کسی بھی مقام پر نہیں بھٹکا سکتا، آج کل کے کچھ نام ونہاد صوفیوں کے زبان پہ یہ جاری رہتا ہے، شریعت اور ہے طریقت اور ہے جب ان کو شریعت کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم تو طریقت والے ہیں، ہم کو شریعت نہ بتاؤ، ایسے لوگوں کے بارے میں حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ طریقت منافی شریعت نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور شریعت اور، محض گمراہی ہے اور اس زعمِ باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد (بہار شریعت حصہ اول ولایت کا بیان)

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت پروانۂ شمع رسالت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت

میں باہم اصلاً کوئی اختلاف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین ، شریعت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ الی مالا یزال (ان پر) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آل پر اور صحابہ کرام پر اللہ تعالیٰ رحمت برسائے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں جمیع اولیائے کرام کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور سید علی حسن بحیثیت عالم و پیر اور آپ کا عمل و کردار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

ترجمہ: ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابد سے زیادہ بھاری ہے (اَلْعُلَمَاءُ وَرَاثَةُ الْاَنْبِيَاءِ) علماء انبیا کے وارث ہیں۔

نام و نسب : نام سید علی حسن، سید علی حسن ابن حضور سید یوسف ملت ابن حضور سید مفیض الدین المعروف حضور صوفیٔ ملت علیہ الرحمہ، حضرت علامہ الشاہ الحاج سید علی حسن علیہ الرحمہ ایک جلیل القدر عالم دین تھے آپ کو حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل تھی اور آپ سرکار تاج الشریعہ بدر الطریقہ جانشین علوم اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ الحاج مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھی خلیفہ تھے یعنی آپ کو سرکار تاج الشریعہ سے بھی خلافت واجازت حاصل تھی آپ علیہ الرحمہ نبیرۂ حضور صوفیٔ ملت تھے اور آپ مفتی اعظم عالم اسلام حضور مفتیٔ اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں کے شاگرد تھے حضرت علامہ حضور سید علی حسن علیہ الرحمۃ و الرضوان کی ذات زینت درس و تدریس تھے آپ استاذ العلما تھے آپ کے شاگردوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے
بغیر اس کے نہیں پہچان سکتے ہیں ہم خدا کیا ہے

آپ علیہ الرحمہ ممتاز العامل تھے تو وہیں آپ علیہ الرحمۃ والرضوان زہد وتقویٰ کے حامل تھے آپ طریقت میں جامع تھے شریعت کے پابند تھے جو دخول غیر سے مانع تھے، ہر علما آپ علیہ الرحمہ کی ذات سے واقف تھے، آپ واقف رموز قرآن تھے حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ اپنے علم وعمل کے اعتبار سے یکتائے روزگار نظر آتے تھے، آپ علیہ الرحمہ قوم کی ہدایت و رہنمائی کے لیے زیادہ تر گھر سے باہر بھی رہتے تھے آپ ہم شبیہ حضور سید یوسف ملت علیہ الرحمہ تھے آپ کی گفتگو علمی گفتگو ہوتی تھی آپ اپنے اسلاف کے طرز تکلم پر زندگی گزارتے تھے، حضرت علامہ حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ نمونہ اسلاف تھے، آپ علیہ الرحمہ شریعت مطہرہ کے خلاف باتوں کو پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ شریعت مطہرہ کے موافق باتوں پر عمل میں سبقت کرتے تھے اور اپنے مریدین ومحبین کو شریعت مطہرہ کے دائرے میں رہ کر زندگی گزارنے کی تاکید کرتے تھے خلاف شرع بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے تھے حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ کی ذات سخاوت کے کماحقہ حامل تھے، آپ علیہ الرحمۃ والرضوان حسن و اخلاق کے اعتبار سے اخلاق حسنہ کے جامع تھے، آپ ہمیشہ خدمت خلق کے فکر میں مستغرق رہتے تھے، آپ علیہ الرحمہ جوانی کے عمر سے ہی بعد نماز کافی دیر تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے تھے، تب ہی تو کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

کر جوانی میں عبادت کاہلی اچھی نہیں لگتی
جب بڑھاپا آگیا تو بات کچھ بنتی نہیں

حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت رہبر راہ شریعت سید علی حسن علیہ الرحمہ ابتدائی عمر سے ہی عبادت وریاضت کے میدان میں کامل دسترس رکھتے تھے حضور سید

علی حسن علیہ الرحمہ اپنے اوراد و وظائف میں دلائل الخیرات کو بھی داخل رکھے تھے اور دلائل الخیرات کے اکثر درود شریف کو اس انداز سے پڑھتے تھے دیکھنے اور سننے والے بتاتے ہیں کہ سننے کے بعد یہ کہنا پڑتا تھا کہ کوئی مرد قلندر اپنے ذکر میں منہمک ہیں اور حضور سید علی حسن علیہ الرحمۃ والرضوان خود اتنے بڑے عالم و بزرگ ہونے کے باوجود علما دین سے کافی محبت فرماتے تھے اور آج کل کے کچھ نام ونہاد مولوی و صوفی و ولی، ہم چونی دیگر نیست اور نا کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں ہے اور جانے بھی کیسے حقیقت میں تو وہ اس منصب کا آدمی ہی نہیں ہے بری لگے کسی کو تو معذرت خواہ ہوں، یہ تھے حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ جو اپنے کردار و عمل سے بھی اچھی باتیں اور اچھے کام کے کرنے کا پیغام دیتے تھے آپ ایک بڑی عیدگاہ کے شاہی امام بھی تھے آپ علیہ الرحمہ کی زبان میں وہ تاثیر تھی کہ بہت سے بے اولاد لوگ آپ کی دعاؤں کی برکت سے صاحب اولاد ہو گئے حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت سید علی حسن علیہ الرحمہ کی ذات (اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَ الْبُغْضُ فِی اللّٰہِ) کسی سے محبت کرو تو اللہ کے لیے اور کسی سے بغض رکھو تو اللہ کے لیے، اس حدیث پاک کے مصداق تھے جو اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا تھا اس سے آپ علیہ الرحمہ کافی حد تک محبت فرماتے تھے اور خوشی کا اظہار بھی فرماتے اور جو اللہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گستاخ ہوتا تھا آپ اس سے کبھی بھی محبت نہیں کرتے تھے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے تھے کہ جو اللہ اس کے رسول کا نہیں وہ ہمارا نہیں، تب ہی تو کسی نے کہا ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں گر ہو خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اور سرکار تاج الشریعہ فرماتے ہیں ؂

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے
زندگی ہے نبی کی نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے
ناسمجھ مرتے ہیں زندگی کے لیے
جینا مرنا ہے سب کچھ نبی کے لیے
انت فیہم کے دامن میں منکر بھی ہیں
ہم رہے عشرت دائمی کے لیے

حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ کی ذات فخر خانقاہِ صوفیہ و یوسفیہ تھے، یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا، حضرت علامہ پیر سید علی حسن علیہ الرحمہ جیسے عالم دین کے بارے میں حدیث پاک میں آیا ہے کہ (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ وَ اَھْلُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَ حَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَیْرَ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور ساری چیزیں جو زمین و آسمان میں ہیں عالم دین کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں یہاں تک کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں عالم دین کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں (بڑے سے بڑے جانور اور چھوٹے سے چھوٹے جانور اور بیچ کے جتنے ہیں سب اسی میں آ گئے سارے جانور، سارے چرند و پرند) اس عالم دین کے لیے دعائے مغفرت

کرتے ہیں، حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر کما حقہ عمل کرتے تھے اور معتقدین ومحبین کو عمل کی تاکید بھی کرتے تھے آپ علیہ الرحمہ قوم ومذہب کے لوگوں کو امر بالمعروف کا حکم فرماتے تھے اور نہی عن المنکر سے سختی کے ساتھ منع فرماتے تھے، آپ علیہ الرحمہ اپنی پوری زندگی کو سادگی میں گزار دیے حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ جیسی ہستی سے جو بات خلاف عادت ظاہر ہو اس کے تعلق سے حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ بہار شریعت کے اندر فرماتے ہیں (کسی ولی سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں، اور نبی سے جو بات خلاف عادت قبل نبوت ظاہر ہو اس کو ارہاص کہتے ہیں اور عالم مومنین سے جو صادر ہو اس کو معونت کہتے ہیں اور بے باک فجار یا کفار سے جو ان کے موافق ظاہر ہو اس کو استدراج کہتے ہیں اس کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے، بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۵۸) اور نبی سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اس کو معجزہ کہتے ہیں، حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت رہبر راہ شریعت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ کی ذات صاحب کشف وکرامت کے حامل تھے اور آپ علیہ الرحمہ کے قدوم میمنت لزوم سے علاقے درعلاقے کے لوگ فیضاب ہوئے۔ (حضرت علامہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے بیان میں بہار شریعت کے اندر فرماتے ہیں، ولایت ایک قرب خاص ہے مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے، مسئلہ ولایت وہبی شئی ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداً مل جاتی ہے، عقیدہ

طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل متصوف جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر والحاد، مسئلہ احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا بعض جہال جو یہ بک دیتے ہیں شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو ہے جو مقصود کو نہ پہنچے ہوں ہم تو پہنچ گئے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فرمایا (صَدَقُوْا لَقَدْ وَصَلُوْا الٰکِنْ اِلٰی اَیْنَ اِلَی النَّارِ) وہ سچ کہتے ہیں بے شک پہنچے مگر کہاں؟ جہنم کو، البتہ اگر مجذوبیت سے عقل تکلیفی زائل ہوگئی ہو، جیسے غشی والا تو اس سے قلم شریعت اٹھ جائے گا مگر یہ بھی سمجھ لو جو اس قسم کا ہوگا اس کی ایسی باتیں کبھی نہ ہوگی شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا، مسئلہ اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصوف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ سفید کے مختار بنادیے جاتے ہیں یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے نائب ہیں ان کو اختیار وتصرفات (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو (مَاکَانَ وَ مَایَکُوْنُ) اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ وعطا سے بے وساطتِ رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا عقیدہ، کرامت اولیا حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے، مسئلہ ان سے استمداد واعانت محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہیے کہ وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو، رہا اس کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے، مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں

کرتا، مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح صورت پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے، مسئلہ ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت و باعث برکت ہے، مسئلہ ان کو دور و نزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے، مسئلہ اولیا کرام اپنی قبروں میں حیات ابدی کے ساتھ زندہ ہے ان کے علم و ادراک وسمع و بصر پہلے کے بانسبت بہت زیادہ قوی ہیں، مسئلہ عرس اولیاے کرام یعنی قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ ایصال ثواب اچھی چیز ہے رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حال میں مذموم ہیں اور مزارات طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم، تنبیہ، چونکہ عموماً مسلمانوں کو بحمدہ تعالیٰ اولیائے کرام سے نیازمندی اور مشائخ کے ساتھ انھیں ایک خاص عقیدت ہوتی ہے، ان کے سلسلہ میں منسلک ہونے کو اپنے لیے فلاحِ دارین تصور کرتے ہیں اس وجہ سے زمانہ حال کے وہابیہ نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے یہ جال پھیلا رکھا ہے کہ پیری مریدی بھی شروع کر دی حالانکہ اولیا کے یہ منکر ہیں، لہٰذا جب مرید ہونا ہو اچھی طرح تفتیش کر لیں ورنہ اگر بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے (اے بسا ابلیس آدم روئے ہست، پس بہر دست نباید داد دست) کبھی ابلیس آدمی کی شکل میں آتا ہے، لہٰذا ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے (یعنی ہر کسی سے بیعت نہیں کرنا چاہئے) بہارشریعت حصہ اول، ولایت کا بیان) حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ کامل و اکمل عالم و بزرگ تھے، آپ علیہ الرحمہ کے علم وبزرگی کا تو جواب ہی نہیں، آپ جب تک رہے بہت سے عالم دین اکتساب فیض کے لیے آتے اور آپ کے فیوض و برکات سے مالا مال ہو کر جاتے، آپ علیہ الرحمہ

اس معیار کے عالم و بزرگ تھے اس طرح کے عالم دین کے تعلق سے حضور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ) رواہ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور خدا دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں، حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ پر اس طرح کی حدیث پاک صادق آتی ہے ؎

کون کہتا ہے مرد مومن مر گیا
قید سے چھٹا وہ اپنا گھر گیا

(مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ) عالم کی موت عالَم کی موت ہے۔

محترم قائین کرام و ناظرین عظام حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۲۰۲۳ء ۱۳؍دسمبر کو انتقال فرما جانا اہل سنت کے لیے ایک بہت بڑا خسارہ ہے، نبی کریم ﷺ اور اسلاف امت نے اہلِ اسلام کو قیامت کے دن کی تیاری کرنے اور اپنی آخرت سنوارنے کی نصیحت کرنے کے ساتھ ساتھ کئی ایسی علامات و اسباب کا بھی ذکر کیا جن کے بعد قیامت قائم ہوگی انہیں اسلامی اصطلاح میں علاماتِ قیامت کہا جاتا ہے۔ ان ہی علامات میں سے ایک بہت ہی فکر انگیز علامت علمائے دین کا انتقال فرما جانا بھی ہے فی زمانہ اگر غور کیا جائے تو یہ علامت قیامت اپنے آپ ظاہر ہو چکی ہے، علما کا وصال ایک نا قابلِ تلافی و نقصان

ہے ایسے علماء کا دنیا سے جانا دراصل علم کا اٹھنا ہے اور دنیا کا علم سے محروم ہونا کائنات کا سب سے بڑا نقصان ہے، امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قیامت قریب ہے اچھے لوگ اٹھتے جاتے ہیں جو جاتا ہے اپنا نائب نہیں چھوڑتا امام بخاری علیہ الرحمہ نے انتقال فرمایا تو نوے ہزار شاگرد ومحدث چھوڑے سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا اور ہزار مجتہد اپنے شاگرد چھوڑے، محدث ہونا علم کا پہلا زینہ ہے اور مجتہد ہونا آخری منزل اور اب ہزار مرتے ہیں اور ایک بھی نائب نہیں چھوڑتے (الملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ:۲۳۸) امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کا یہ فرمان بہت ہی قابل فکر و تشویش ہے یہ بات آپ نے سو سال سے بھی پہلے ہی فرمائی تھی تو آج سو سال بعد کیا حال ہوگا وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں حضرت علامہ الحاج الشاہ پیر طریقت حضور سید علی حسن علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مستفیض عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

ذکر کسے کہتے ہیں اور ذکر کے اقسام واہمیت کیا ہیں؟

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ الجمعہ آیت:۱۰)

ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ (سورہ طٰہٰ آیت:۱۲۴)

ترجمہ: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بے شک اس کے لیے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

فکرِ روزی میں بھول گئے لوگ خدا کو
خیال رزق ہے رزاق کا خیال نہیں

ذکر کے لغوی معنی

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں بھولی ہوئی چیزوں کو یاد کرنا کسی بھی چیز کو بار بار ذہن میں لانا، یاد رکھنا اور دہرانا۔ اصطلاحی معنی، دینی اصطلاح میں اللہ کو یاد کرنے کو ذکر کہتے ہیں، ذکر سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا ہے اور عبادات دین اسلام میں سے ایک عبادت ہے ذکر معمولا اسماء الٰہی کی تکرار قرآنی آیات یا کتب وحدیث میں مذکور دعاؤں کے بآواز بلند یا آہستہ پڑھنے کو کہا

جاتا ہے، معمولا ذکر انفرادی طور پر کی جانے والی عبادت ہے ذکر مومن کی صفت ہے، ذکر مومنوں کا خاصہ اور شعار ہے اس لیے مومنوں کو اللہ رب العزت کا ذکر بکثرت کرنا چاہیے، رب تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا، یا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (سورۃ الاحزاب آیت: ۴۱) ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو، کیونکہ مومنین کو کوئی بھی شئی یعنی چیز اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی نہ نفس نہ دنیا اور نہ شیطان، وہ ہر چیز سے کٹ کر اللہ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ذکر دل کی زندگی ، انسان کا دل زندگی اور موت کی علامت ہوتا ہے جس دل میں ذکر خداوندی ہو وہ زندہ اور جس دل میں ذکر خداوندی نہ ہو وہ دل مردہ ہوتا ہے، ارشاد نبوی ہے جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو شخص اللہ رب العزت کا ذکر نہیں کرتا ہے ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے ذکر کرنے والا زندہ اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہوتا ہے، سب سے افضل عبادت ذکر ہی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ (سورۃ العنکبوت آیت: ۴۵) ترجمہ: اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا، کہ وہ افضل طاعت ہے، ترمذی شریف کی حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب کے نزدیک پاکیزہ تر نہایت بلند رتبہ اور تمہار لیے سونے چاندی دینے سے بہتر اور جہاد لڑنے اور مارے جانے سے بہتر ہے، صحابہ نے عرض کیا، بے شک یا رسول اللہ، فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا درجہ افضل

ہے؟ فرمایا بکثرت ذکر کرنے والوں کا۔ صحابہ نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا؟ فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کفار ومشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔

ذکر کی مندرجہ ذیل مختلف قسمیں ہیں

۱۔ ذکر قلبی، ذکر قلبی سے مراد یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت دل میں اللہ کو یاد رکھے اور خیال ودھیان اسی ذات باری تعالیٰ کی جانب رہے، یہ عمل مکمل طور پر مخفی ہوتا ہے اور یہ ذکر کا بہترین درجہ ہے یہ اسی کو نصیب ہوتا ہے جس کو اللہ کے ساتھ محبت بہت شدید طریقے سے ہو یہ ذکر ذاکر کے دل کی گہرائیوں میں رچ بس جاتا ہے اور لاشعوری طور پر یادِ الٰہی کا عمل جاری رہتا ہے اس کو ذکر خفی بھی کہتے ہیں۔

۲۔ ذکرِ لسانی، زبان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرنا ذکرِ لسانی کہلاتا ہے یہ ذکر کا درمیانہ درجہ ہے، اس میں دھیمی آواز زیادہ پسندیدہ سمجھی جاتی ہے، ایسے ذکر کے دوران ریاکاری سے بچنا چاہیے، نماز پڑھنا، قرآن عظیم کی تلاوت اور مسنون دعائیں ذکر لسانی کی مختلف صورتیں ہیں اس کو ذکر جلی بھی کہتے ہیں۔

ذکر عملی، ذکرِ عملی سے مراد اپنے نیک اعمال سے اللہ کا ذکر کرنا ہے عبادات کی تمام قسمیں ذکرِ عملی سے تعلق رکھتی ہیں، عملی ذکر میں یہ شامل ہے کہ جن چیزوں سے اللہ

رب العزت نے روکا ہے ان سے رک جائے اور جن امور کو کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو سرانجام دیا جائے، زندگی میں سب سے مشکل ذکر عملی ہے، آج مسلمان اس سے بڑی حد تک محروم ہیں۔ بقول اقبال:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

اللہ کا ذکر کرنا اللہ کی خوشنودی اور اس کے فضل کا باعث اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث ہے ذکر سے دل کو اطمینان ہوتا ہے اور سکون نصیب ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب (سورۃ الرعد آیت: ۲۸) ترجمہ: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے، اس کی رحمت و فضل اور اس کے احسان و کرم کو یاد کرکے بے قرار دلوں کو قرار و اطمینان حاصل ہوتا ہے، اگرچہ اس کے عدل و عتاب (غضب) کی یاد دلوں کو خائف کر دیتی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ (سورۃ الانفال آیت: ۲) ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ مسلمان جب اللہ کا نام لے کر قسم کھاتا ہے دوسرے مسلمان اس کا اعتبار کر لیتے ہیں اور ان کے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے، ''طوبیٰ'' بشارت ہے راحت و نعمت اور خرمی و خوش حالی کی۔

حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ طوبیٰ زبان حبشی میں جنت کا نام ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اصحاب کرام سے مروی ہے کہ طوبیٰ جنت کے ایک

درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنت میں پہنچے گا، یہ درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (جڑ) سید عالم ﷺ کے ایوان معلیٰ میں اور اس کی شاخیں جنت کے ہر غرفہ (کمرے) اور قصر (محل) میں اس میں سوا ایسا ہی ہر قسم کے رنگ اور خوشنمائیاں ہیں ہر طرح کے پھل اور میوہ اس میں پھلے ہیں، اس کی جڑ سے کافور سلسبیل (ایک چشمہ) کی نہریں رواں ہیں، ذکر سے قلب و دل کی صفائی ہوتی ہے انسان خیر و شر کا مجموعہ ہے گناہوں کی وجہ سے انسان کے قلب پر سیاہ دھبے پڑتے رہتے ہیں اگر اللہ کا ذکر کرتے رہیں تو دل سے گناہوں کے سیاہ دھبے مٹتے رہتے ہیں ورنہ دل سیاہ ہی رہتا ہے، ارشاد نبوی ہے دلوں کی صفائی کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، گویا کہ ذکر دلوں کو صاف کرتا ہے جس سے گناہوں کا زنگ اتر جاتا ہے۔

ذاکرین کا مقام اللہ کی بارگاہ میں ایسا ہے جو شخص رب کائنات کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ خود اللہ کے ہاں اپنی جگہ بنا لیتا ہے اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عبادت افضل نہیں ہے لیکن وہ ایسا کون ساذکر ہے جس سے انسان کو اپنی پہچان نصیب ہوتی ہے اور پھر انسان کو اپنی پہچان نصیب آتے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی پہچان نصیب ہو جاتی ہے جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو یعنی خود کو پہچان لیا اس نے درحقیقت اپنے رب کو پہچان لیا، اللہ تبارک و تعالیٰ ذکر کرنے والے کا تذکرہ قرآن عظیم میں کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ (سورۃ البقرہ، ۱۵۲) ترجمہ: تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں، ذکر شیطان کو دفع کرتا ہے اور اس کی قوت کو توڑتا ہے ذکر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے ذکر دل سے فکر و غم کو دور کرتا ہے ذکر دل میں فرحت و سرور اور انبساط پیدا کرتا ہے، بدن کو اور خاص طور پر دل کو قوت بخشتا ہے، چہرے اور دل کو منور کرتا ہے رزق کو بڑھاتا ہے ذکر کرنے والوں کو ہیبت اور حلاوت کا لباس پہناتا ہے ذکر اللہ تعالیٰ کی محبت میں اضافہ پیدا کرتا ہے، ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے، ذکر جمیع عبادات کا مغز اور روح ہے دراصل جملہ اسلامی عبادات ذکر ہی ہیں، ارشاد نبوی ہے کہ میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام عملوں میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالکِ حقیقی کے نزدیک سب سے زیادہ بلند کرنے والی ہے، سونے اور چاندی کو اللہ رب العزت کے راستہ میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور جہاد سے بھی بڑھ کر۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ضرور بتادیں، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، (سنن ابن ماجہ جامع ترمذی)

اسی طرح کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو ہر انسان کو چاہیے ذکر کر کے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کریں اور اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل کر کے دنیا و آخرت میں فلاح و کامیابی پائیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ہر لمحہ اپنی یاد میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

صحبتِ اولیاء اور راہِ حق

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تاریخ شاہد ہے کہ انبیاء و صحابہ کے بعد دین حق کی روشنی کو پوری دنیا میں پھیلانے کا کام جن برگزیدہ ہستیوں نے سرانجام دیا وہ فقرا کاملین و اولیائے کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جنہوں نے مذہب و قومیت، رنگ و نسل ذات پات کی پابندیوں سے بالاتر ہو کر بلا تفریق اس پیغمبرانہ طریق کو جاری رکھا، دنیا میں انھیں حضرات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جنہوں نے بھی اپنے دور کے بزرگانِ دین اور فقرا کاملین کا دامن تھاما، ان کی صحبت سے اپنے نفوس کا تزکیہ کروا کر قلوب کو نورِ حق سے منور کیا اور پھر ان کے بتائے ہوئے طریق کو اپناتے ہوئے پیغامِ حق کو عوام الناس تک پہنچانے کا اہتمام بھی کیا، یعنی نہ صرف خود ان کی راہ پر چلے بلکہ دوسروں کے لیے بھی راہیں ہموار کیں خواہ اس کے لیے انھوں نے تحریر کا سہارا لیا ہو یا قول و فعل سے اس کا اظہار کیا ہو، ایسے خوش نصیب مبارک باد اور ستائش کے مستحق ہیں مگر جنہوں نے غفلت سے کام لیا، نہ ان فقرا کاملین کی صحبت سے مستفید ہوئے اور نہ ہی ان کی پیروں کاروں و اطاعت گزاروں کی بات سنی پس وہ نہ صرف تزکیہ نفس کی

دولت سے محروم رہے بلکہ دینِ حق سے بھی دور رہے کامل واکمل مرشد کی صحبت کے ثمرات، کامل واکمل مرشد کی پاکیزہ ونورانی صحبت سے وجود کو پاک کرنے کی کوشش کرنا چاہیے کیونکہ مرشد کامل واکمل کی نگاہِ کامل اور پاکیزہ صحبت نفس اور وجود کو ویسے ہی معطر کرتی ہے جیسے موسم بہار میں درختوں اور پودوں پر ہریالی آجاتی ہے یعنی نگاہِ مرشد کامل واکمل کیمیا اکسیر کا درجہ رکھتی ہے حضرت مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں اولیاء کاملین کی نظر پانی کی بہ نسبت زیادہ گندگی اور پلیدی دور کرسکتی ہے کیونکہ پانی ظاہری پلیدی دور کرتا ہے جب کہ کامل واکمل مرشد کی نظر گناہوں کی سیاہی دور کر دیتی ہے کامل واکمل مرشد کی صحبت میں بیٹھنے سے انسان یعنی طالبِ مولا میں مندرجہ ذیل اوصاف پیدا ہوتے ہیں، شک یقین میں بدل جاتا ہے، ریاکاری سے خلاصی ملتی ہے اور اخلاص وتقویٰ حاصل ہوتا ہے غفلت سے نکل کر بیداری اور معرفتِ حق حاصل ہوتی ہے دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے تکبر کو چھوڑ کر عاجزی تواضع وانکساری پیدا ہوتی ہے بدنیتی نیک نیتی میں بدل جاتی ہے بدیانتی دیانت داری میں تبدیل ہوجاتی ہے علم الیقین میں بدل جاتا ہے، شر، خیر خواہی اور نیک میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ (صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالح ترا طالح کند)

نیک لوگوں کی صحبت نیک بنا دیتی ہے
برے لوگوں کی صحبت برا بنا دیتی ہے

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اچھی مجلس اور بری مجلس کی مثال اس طرح ہے جیسے خوشبو بیچنے والا اور بھٹی جھونکنے والا خوشبو بیچنے والا یا تو تمہیں خوشبو دے گا یا تم اس

سے خوشبو خرید لوگے یا تم اس سے خوشبو پالوگے اور بھٹی جھونکنے والا یا تو تمھارے کپڑے جلائے گا یا تم اس سے بری بو پالوگے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں رہنا چاہیے، ان کی محفلوں میں شریک ہونا چاہیے اس کے بے شمار فائدے ہیں انسان تو ظاہر ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، جانور بھی بزرگوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے اصحاب کہف کا کتا ان کی صحبت میں رہ کر ان کے قصہ کا جز اور حصہ بن گیا اور قرآن کریم نے اصحاب کہف کے ساتھ ان کے کتے کا بھی ذکر کیا ہے، صحبت کے اثرات سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کرسکتا، حدیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین نے بھی اس پر بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے یہ حقیقت ہے کہ آدمی جس طرح کے لوگوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے ویسا ہی بن جاتا ہے، لہٰذا علما کی صحبت میں بیٹھنے والا علم سے محبت کرنے والا بن جاتا ہے سنی صحیح العقیدہ عالم کی صحبت میں بیٹھنا دین پر استقامت اور عقائد کی درستی وایمان کے لیے سلامتی ہے جو کہ ایک مسلمان کا قیمتی سرمایہ اور دارین کی فلاح کا باعث ہے، علمائے کرام کی صحبت علم اور تقویٰ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے جس کے سبب بندہ اللہ پاک کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہوجاتا ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ اس بلند مقام پر کیسے پہنچے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں بخل نہیں کیا اور نہ ہی ان سے استفادہ کرنے میں شرم محسوس کی، صحبت ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو نیک راہ پر بھی چلاسکتی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے قریب بھی کرسکتی ہے دور بھی، صحبت کا اثر حق ہے اس لیے ایسی صحبت اختیار کرنی چاہیے کہ وہ

ہمیں اللہ کے قریب کردے اور آج کے دور میں وہ صحبت علمائے کرام کی ہے، یہاں علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو پابند صوم وصلاۃ، پابند شریعت ہو اور حلت وحرمت کے درمیان امتیاز کرتے ہوں ہر کس وناکس مراد نہیں کیونکہ آج کے دور میں لباس عالم میں چھپے ہوتے ہیں جاہل جس کا ہمیں علم ہی نہیں ہوتا ہے، اس لیے علمائے کرام کی صحبت کا حکم دیا گیا، علمائے کرام کی صحبت کے بہت فوائد ہیں ادنی فائدہ یہ ہے کہ ان سے تعلق رکھنے والا گناہ پر قائم نہیں رہتا ہے توفیق توبہ مل جاتی ہے اور شقاوت سعادت سے تبدیل ہوجاتی ہے اس کو یوں سمجھو کہ آگ کے پاس بیٹھو گے تو حرارت ملے گی برف کے پاس بیٹھو گے تو ٹھنڈک پہنچے گی اور عطر کی دکان پر بیٹھنے سے خوشبو محسوس کرو گے اور کوئلے کی دکان پر بیٹھنے سے کپڑے سیاہ ہوں گے ایسے ہی علمائے کرام کے پاس بیٹھو گے تو علم میں اضافہ ہوگا اور رب کے قریب ہوں گے اس لیے مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کی بارگاہ میں بیٹھنا چاہے وہ خدائے تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پاس بیٹھے اس کو خدا کی بارگاہ میں بیٹھنے کے نظارے آئیں گے جو اللہ رب العزت کے پاس بیٹھنے کی لذت پانا چاہے وہ علمائے کرام کے پاس بیٹھے، صحبت صالحہ کا عمومی اور وسیع تصور یہ ہے کہ نیک اور اچھے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھا جائے دوست اچھے بنائے جائیں برے لوگوں کی مصاحبت اور ہم نشینی سے گریز کیا جائے، اکابر صوفیاء میں سے بھی بعض نے صحبت کے اس وسیع تر مفہوم کو لیا ہے مثلاً حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں صحبت کو معاشرت کے وسیع تر معنوں میں لیا ہے اور اس کے تین درجے بتائے ہیں اپنے سے اونچے درجے والے صحبت، اپنے

سے کم درجے والے کی صحبت اور ہم پلہ لوگوں کی صحبت حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحبت کے وسیع تر معانی کو اختیار کیا ہے اور وہ صحبت کو عمومی ہم نشینی اور عام میل جول کے مفہوم میں لیتے ہیں، انسانی زندگی میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہیں لیکن انسان انہیں سرسری انداز میں لیتے ہوئے نظر انداز کرتا چلا جاتا ہے ان میں سے ایک صحبت ہے، انسانی شخصیت کو سنوارنے اور بگاڑنے میں صحبت کے اثرات مسلم ہیں اور ان کا ازالہ ممکن نہیں، اچھی صحبت میں رہنے سے لازماً انسان کی شخصیت پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بری صحبت کے برے اثرات بھی یقینی ہیں صحبت کے ان قطعی اثرات کی بنا پر قرآن و حدیث میں جابجا اچھی صحبت کو اپنانے اور بری صحبت سے اجتناب کرنے کی تلقین آئی ہے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا "یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" (سورۂ توبہ آیت:١١٩) ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

حق تعالیٰ شانہ انسان کے اندر یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کا اثر جلدی قبول کرلیتا ہے جب آپ کسی بھی شخص کے پاس آنا جانا اور اٹھنا بیٹھنا شروع کریں گے تو اس کے خیالات، نظریات سیرت وکردار اخلاق واطوار طریقہ وگفتار سے متاثر ہوتے چلے جائیں گے اور کچھ ہی عرصہ میں آپ کی شخصیت اس کی شخصیت میں بہت حد تک ڈھل جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سامنے والے کی باتوں اور اس کے طور طریقوں کا آپ پر اچھا یا برا اثر ضرور پڑے گا، قرآن کریم اور احادیث نبویہ

میں انسان کی اس نفسیاتی کیفیت کو مد نظر رکھ کر جا بجا نیک لوگوں کی صحبت اور ان کی ہم نشینی پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے میل جول اور ان سے تعلق اختیار کرنا انسان کی زندگی میں مثبت تبدیلی میں بڑا گہرا اثر رکھتا ہے "عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِثْلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ مِثْلُ الْعَطَّارِ اِنْ لَمْ یُصِبْكَ مِنْهُ اَصَابَكَ رِیْحُهٗ وَ مِثْلُ الْجَلِیْسِ السُّوْءِ مِثْلُ الْقَیْنِ اِنْ لَمْ یُحَرِّقْ بُشْرَتَهٗ عَلِقَ مِنْ رِیْحِهٖ ، رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ وَ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ وَ الْبَزَّازُ) وَقَالَ الْحَاکِمُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھے ساتھی کی مثال عطار کی سی ہے اس سے اگر تمہیں اور کچھ بھی نہ ملے تو اس کی اچھی خوشبو تو پہنچ ہی جائے گی اور برے ساتھی کی مثال لوہار کی سی ہے اگر چہ وہ شعلوں کے ذریعے تمہیں نہ بھی جلائے مگر اس کی بھٹی کی) بدبو تو تمہیں ضرور پہنچے گی، اسے امام ابن حبان، احمد، حاکم اور بزاز نے روایت کیا ہے۔ نیز امام حاکم نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

صالحین سے محبت کی تعریف اللہ رب العزت کی رضا کے لیے اس کے نیک بندوں سے محبت رکھنا ان کی صحبت اختیار کرنا ان کا ذکر کرنا اور ان کا ادب کرنا صالحین سے محبت کہلاتا ہے کیونکہ محبت کا تقاضا یہی ہے جس سے محبت کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اس کا ادب و احترام کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جب تک تم نیک لوگوں سے محبت رکھو گے اور تمھارے بارے میں جب کوئی حق

بات بیان کی جائے تو اسے مان لیا کرو کہ حق کو پہچاننے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے، نیک لوگوں کا ذکر گناہوں کے لیے کفارہ ہے اللہ رب العزت فرماتا ہے، وہی لوگ میری محبت کے حقدار ہیں جو میری وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، اللہ کے نیک بندوں سے محبت کرنا ان کا ذکر خیر کرنا، صحبت اختیار کرنا اور ادب واحترام کرنا شرعاً جائز و نیک، باعث اجر و ثواب وجنت میں لے جانے والا کام ہے، حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت فرض عین ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے اس کے بغیر کوئی مومن مومن نہیں، کوئی مسلمان مسلمان نہیں، تمام صحابہ کرام، اہلِ بیت اطہار، ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی محبت بھی عین سعادت و رحمت الٰہی سے خاتمہ بالخیر کی ضمانت ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہیں ہوئی یا اس نے ان جیسے اعمال نہیں کیے تو سرکار مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے (صحیح البخاری حدیث ۶۱۶۹) اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا، اور بدوں کی محبت برا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر ان کے ساتھ ہوگا۔

ہم ایسے معاشرے میں رہ رہے ہیں جس کا ہر دن پہلے سے زیادہ پر فتن ہوتا ہے، نت نئے اور لادینیت کی طرف لے جانے والے اسباب اجاگر ہو رہے ہیں اور یہ یقینی امر ہے کہ آدمی ماحول کے رنگ میں رنگا جاتا ہے یعنی وہ اپنے اردگرد کے ماحول

سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، ایسے میں اسلامی تعلیمات کو مشعل راہ بنائے، اپنی محافل ومجالس کو لغویات سے پاک کرنا قلوب واذہان کی تطہیر اور محبت ونفرت کا معیار (اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ) رکھنا صراط مستقیم کی جانب ایک اہم قدم ہے ایک مشہور شعر ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیک صحبت تجھے نیک اور بری صحبت تجھے برا بنادے گی اس لیے برے ساتھیوں کا ساتھ چھوڑ کر اچھے ہم نشینوں کی رفاقت اپنانی چاہیے برے لوگوں کی محفل ترک کر کے نیک لوگوں کی مجلس اختیار کرنی چاہیے اچھے اور صالح دوست بنانے چاہیں تاکہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت ہماری بہترین تربیت کریں اور ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہوں۔ (سنن ابی داؤد میں حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم صرف مومن سے دوستی رکھو اور تمہارا کھانا صرف متقی کھائے، انسان کو دوستی وصحبت سوچ سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بدعتی یا مشرک سے دوستی ہو اور وہ تمہیں گمراہی کے دروازے پر لے جائے اور تمہارا اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا دنیاوی واخروی دونوں زندگیوں کی تباہی کا سبب بن جائے۔

وہ تم سے خیر وبھلائی ترک کروا کر تمہیں شریر بنادے مسجد کا راستہ چھڑا کر بے حیائی وفحاشی کی طرف لے جائے پڑھائی سے دلچسپی ختم کروا کر آوارگی میں مبتلا کردے اکثر یوں ہوتا ہے کہ پڑھنے والے ذہین طلباء پر کچھ ناسمجھ طالب علم اپنی غلط

تربیت کا اثر ڈال دیتے ہیں جس سے مستقبل میں قوم کا رہنما بننے والا اپنے گاؤں بستی والوں کی تربیت کرنے والا ایک آوارہ شخص بن جاتا ہے، جس کی کوئی منزل نہیں ہوتی، پس ضروری ہے کہ ہمارا تعلق صحیح العقیدہ متبع سنت آدمی سے ہو جو وقت کی قدر کرتا ہو، جس کی باتیں سننے سے اللہ تعالیٰ کی یاد تازہ ہو اپنے عقیدے کی اصلاح اور اپنی زندگی کو سنوارنے کا موقع ملے، انہیں دیکھ کر اپنے چہرے کو بھی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجانے کی رغبت پیدا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے دل میں گھبراہٹ محسوس ہو لیکن افسوس کہ قحط الرجال کے اس دور میں ایسی شخصیات کی کمی ہے، تلاش بسیار کے باوجود اگر کہیں نظر نہ آئیں تو پھر بھی بری صحبت، برے ہم نشینی سے بہتر تنہائی اور تنہائی میں غفلت وگمراہ کن خیالات کے بجائے اللہ تعالیٰ کا ذکر بہتر ہے قارئین کرام، آج بے راہ روی کی ایک اہم وجہ وقت کی ناقدری بھی ہے صرف وقت گزارنے کے لیے لوگ ایسی مجلسوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ جو جھوٹ، بہتان، چغلی، غیبت اور طنز ومزاح سے رونق افروز ہوں تحصیل علم اور ذکرِ الٰہی کے بجائے تاش لڈو وغیرہ میں صبح سے شام تک وقت گزار دیتے ہیں اور پتہ ہی نہیں چلتا، کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا۔

یاد رہے کہ اچھی صحبت اختیار کرنا ایمان اور اعمال صالح کی مضبوطی کا اور بری صحبت، ایمان اور اعمال صالحہ کی بربادی کا ذریعہ ہے دعا ہے کہ اللہ رب العزت سرور کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے پیار کرنے ان کو سینے سے لگانے اور اپنے جسموں پر نافذ کرنے اور بزرگوں کی صحبت میں رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاداتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عیقدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمھارے باپ تمہارے استاد تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے ،علاقے دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، شخصیت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ، آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ کیا عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا نہ مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس

امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، اللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان صفحہ ۶،۷ مطبوعہ لاہور)

تمت بالخیر

نوٹ

تمام قارئین حضرات سے گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں شرعی کوئی خامی ہو تو برائے مہربانی ہمیں آگاہ فرمائیں تاکہ اگلی ایڈیشن میں اسے درست کیا جاسکے اور ٹاپنگ وغیرہ کی بھی غلطی سے آگاہ فرمادیں، عین کرم ہوگا۔